Regd. No. P. 67 PHONE : 35

مصلح موعود نمبر

18th, TABLIGH 1350 H. S.
18th FEBRUARY 1971

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)
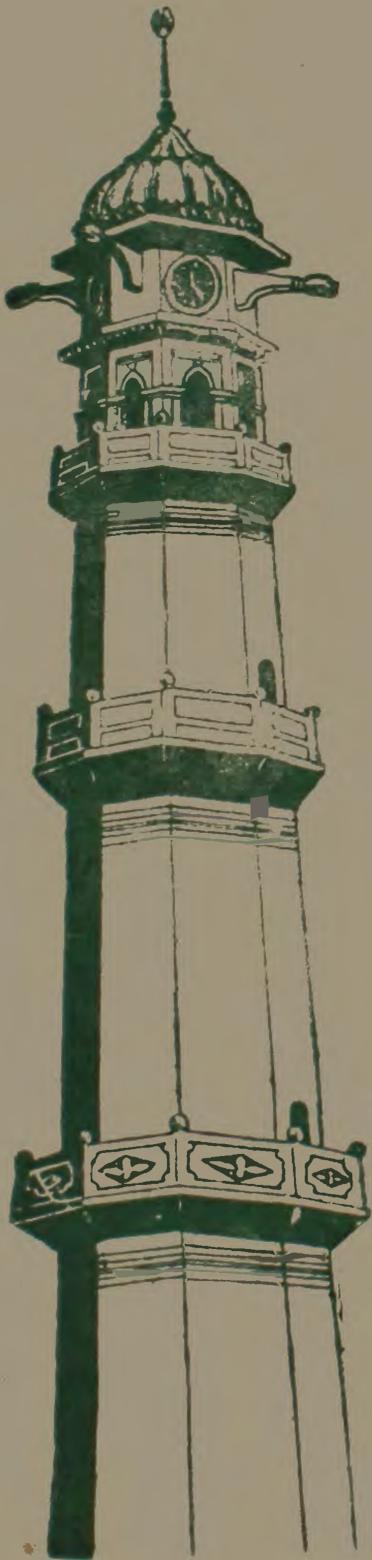
شبیہ مبارک حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ
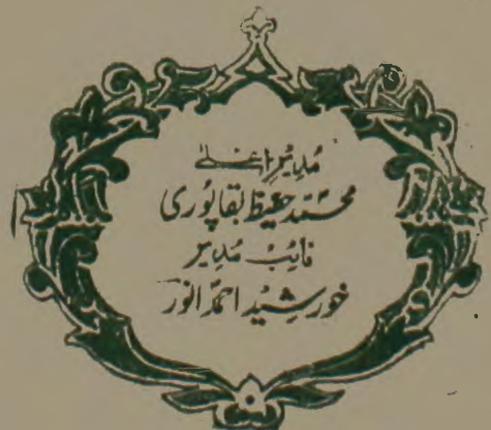
ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ **بدر** قادیان
جلد ـــ ۲۰ شمارہ ـــ ۷
۲۱ ذوالحجہ ۱۳۹۰ ھ | ۱۸ تبلیغ ۱۳۵۰ ہش | ۱۸ فروری ۱۹۷۱ء

چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں تیری

موت و زیست کی کشمکش ازل سے جاری ہے۔ اور ابد تک جاری رہے گی۔ شاخِ ہستی پر آنے والی ہر صبح بے شمار شگوفوں کو چٹکاتی اور غنچوں کو شگفتگی و تازگی عطا کرتی ہے۔ جبکہ لاتعداد پھول اپنی چند روزہ بہار دکھانے کے بعد مرجھاتے اور بکھر کر خاک میں بھی مل جاتے ہیں۔ کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا کہ اس مادرِ گیتی میں آج تک کتنی روحیں معرضِ وجود میں آئیں اور کتنی عدم کی پنہائیوں میں گم ہو گئیں۔ انسان کا ذہن نارسا بھلا اندازہ کر بھی کیسے سکتا ہے ـــ ؟ مگر یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو اپنی تمام تر تلخی کے باوجود ہماری نگاہوں کے سامنے ہر پل اٹل اور موجود ہے۔

لیکن ـــ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ بعض وجود ایسے بھی ہوتے ہیں جو نہ صرف تاریخ ساز ہوتے ہیں بلکہ بذاتِ خود تاریخ بھی۔ اور ایسے ہی افراد تاریخ کے صفحات میں گم نہیں ہوتے وہ تاریخ کا ایک ایسا ناقابلِ فراموش باب بن جاتے ہیں جو صفحۂ دہر سے روپوش ہو کر بھی دنیا کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ ان کی خداداد استعدادیں، اُن کے پاکیزہ اخلاق، اُن کی گراں قدر خدمات، ان کے کارہائے نمایاں، حتیٰ کہ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ لوحِ ذہن پر کچھ اس طور سے نقش ہو جاتا ہے کہ گزرتے ہوئے وقت کے تیز دھارے بھی اس نقشِ محفوظ کو کھرچ نہیں سکتے۔

حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا بابرکت وجود بھی تاریخِ عالم کی اُن گنی چنی عظیم القدر اور نہایت بلند شان مرتبہ و مقام رکھنے والی شخصیتوں میں سے ایک تھا، جنہیں انسانیت ہمیشہ یاد رکھتی ہے۔ جو بذاتِ خود تاریخ ہوتے ہیں ـــ اور تاریخ ساز بھی ـــ لاریب حضرت محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود زندہ خدا کی زندہ تجلیات کا ایک درخشندہ و تابندہ نشان تھا جو احمدیت اور اسلام کی تاریخ میں تا قیامت ایک سنہری باب کا حامل رہے گا۔

اُف! کتنی مجروح اور دل فگار تھی ۷ اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی وہ غم افروز شب، جب تاریخِ وقت کے دوراہے پر کھڑی اقصائے عالم میں آباد لاکھوں دردمند اور غم زدہ انسانی قلوب کے لئے بے چینی و اضطراب کا سامان بنی ہوئی تھی۔ ہر احمدی کا ذہن و فکر بے شمار روح فرسا اندیشوں کی آماجگاہ بنا اُمید و بیم کی دو متضاد کیفیتوں سے دوچار تھا۔ آنکھوں سے ایک سیلِ اشک رواں تھا۔ جو رُکنے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ گھٹی گھٹی اور سہمی سہمی سسکیوں کی مدھم آوازوں کے درمیان دعائیں سب ہونٹوں پر جاری تھیں اور ہر دل مجسّم التجا بن کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز دکھائی دیتا تھا۔ گو ہر دل میں افکار و آلام کے دھوئیں میں گھری امید کی ایک شمع فروزاں تھی جو آخر وقت تک فروزاں ہی رہی، تاہم کبھی کبھی فکر کا یہ دھواں دم گھونٹنے لگتا۔ شاید خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

رات جوں جوں بھیگتی جا رہی تھی۔ شمعِ زندگی کی لو کی تھرتھراہٹ میں بھی لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہو رہا تھا۔ بالآخر وہی ہوا جو مشیّتِ ایزدی نے چاہا اور جس کے قبل از وقت تصور سے ہی ہر احمدی پر کپکپی طاری ہو رہی تھی۔ موت کے ازلی قانون نے بستانِ احمد کی رونق چھین لی۔ ابنائے فارس کا ماہِ مبارک نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اور لاکھوں دھڑکتے دِلوں کو ایک محبوب کی جدائی نے جھنجھوڑ ڈالا۔ جس کے ساتھ ہی احمدیت کا وہ تابناک باب مکمل ہو گیا جس کی ابتداء ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں رُوح پرور ایمان افروز نشان نمائی سے ہوئی تھی۔

بیتے ہوئے اُن جاں گسل لمحات میں کون باور کر سکتا تھا، کہ آنے والے چند لمحات ایک ایسے سانحہ جانگزا کو جنم دینے والے ہیں کہ لاکھوں دھڑکتے ہوئے دِلوں میں غم و آلام کے آتش فشاں پہاڑ پھٹ پڑیں گے۔ اور دنیائے احمدیت اُس محبوب ہستی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائے گی۔ جس کی شوکت و سطوت اور وجد و روحانیت میں ڈوبی ہوئی ایک ایک آواز ہر فردِ جماعت کے لئے نغمۂ حیات تھی۔ دِل کسی صورت بھی اس سانحۂ عظیم کی تصدیق کرنے پر آمادہ نہ ہوتا تھا۔ اور سچ پوچھئے تو آج بھی جبکہ عرصہ ہو گیا، اس صدمۂ جانگزا سے دوچار ہوتے، ذہن یہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کہ وہ عظیم المرتبت انسان جو باون سال تک لاکھوں دِلوں پر حکومت کرتا رہا۔ جو اپنی انفاسِ قدسیہ سے برسوں تک قلوبِ مومنین کو گرماتا رہا۔ آج وہ ہم سے جُدا ہو کر عدم کی پنہائیوں میں گم ہو گیا ہے۔ نہیں، ہرگز نہیں ـــ !!

حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی داستانِ حیات کا ایک ایک شعبہ بذاتِ خود تاریخ کے ایک ایسے باب کی حیثیت رکھتا ہے جس کی گہرائی تک پہنچنا اس قلمِ سوگوار کی طاقت سے باہر ہے۔ آج جب کہ یہ مادی آنکھیں اس مبارک وجود کو دیکھنے سے قاصر ہیں آپ کے عظیم القدر کارنامے اور بے شمار افضالِ الٰہی سے معمور حضورؓ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہر احمدی کے دِل میں عملِ پیہم اور یقینِ محکم کی نئی روح پیدا کرتا ہے۔

عظمتِ انسانی کا وہ عظیم پیکر جو مخالفت کی ہلاکت آفریں طغیانیوں اور قیامت خیز طوفانوں کے سامنے بھی اپنے آہنی عزم و ارادوں کے ساتھ یوں سینہ سپر رہا گویا وہ زمانے سے نہیں بلکہ وقت سے آمادۂ پیکار ہے۔ دشمنِ بدخواہ نے لاکھ چاہا کہ وہ ظفر مندیوں کے خوگر اِس کوہِ وقار کو متزلزل کر دے مگر ہزار کوشش کے باوجود وہ اس صاحبِ عزم و ہمتِ گراں کی اُمنگوں اور ولولوں میں شگاف نہ ڈال سکا۔ خدا جانے وہ کونسی لگن تھی جو اسے دنیا و مافیہا سے بے نیاز اپنی ہی دُھن میں مگن کئے ہوئے تھی۔ شاید اس کے پیچھے ایک ہی جذبہ تھا جس کا بارہا اظہار اس نے اِن الفاظ میں کیا کہ :-

> "کاش مَیں اپنی موت سے پہلے دُنیا کے دُور دراز علاقوں میں صداقتِ احمدیت روشن دیکھ لوں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِبَعِيْدٍ "
>
> (رسالہ "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے۔")

یقیناً یہی تڑپ موجزن تھی اس سینہ میں جس نے گلشنِ اسلام کو مدتوں اپنے خونِ جگر سے سینچا۔ اور چمنستانِ احمدیت کو بابرگ و بار بنا ڈالا۔ لاریب یہی درد تھا اُس دل میں جس نے کلیساؤں کو توحید آشنا کیا۔ اور کفر کے ظلمت کدوں کو نورِ روحانیت سے روشنی عطا کی ـــ ہاں یہی جذبہ کارفرما تھا اُس شیریں سخن انسان کے ذہن میں جس کی نغمہ سنجیوں سے ہزاروں مُردہ روحیں وجد میں آ گئیں۔ اور بے شمار پژمردہ دِل پھول کی مانند شگفتہ ہو گئے۔

کاروانِ احمدیت کا وہ سالارِ اعظم جس نے زمانے بھر کی چیرہ دستیوں کو اپنے سینہ پر سہا۔ پر افرادِ قافلہ کو کوئی آنچ نہ آنے دی۔ جس نے انتہائی نامساعد حالات میں مخالفت کی دیواروں کو پھاندتے اور شورشوں کے ہلاکت خیز طوفانوں کو چیرتے ہوئے ایسی راہ استوار کر دی جس پر آج بھی احمدیت کا کارواں انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ گامزن ہے۔

کون کہتا ہے کہ اسلام کا یہ بطلِ جلیل ہم سے جُدا ہو گیا۔ بخدا آج بھی چمنستانِ احمدیت کا ایک ایک پھول اس کی عطر بیز خوشبو سے معطّر ہے۔ آج بھی اس کی انفاسِ قدسیہ کی حرارت ہر احمدی کے خون میں جوش و ولولہ پیدا کئے ہوئے ہے۔ اور آج بھی اس کے کارنامے اقصائے عالم میں یوں بکھرے ہوئے ہیں جیسے شبِ دیجور میں ماہ و انجم کے جھلملاتے دیئے۔ جیسے ریگزاروں میں چمکتے ذرّے۔ ایسے ہی

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۹ پر)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۵ تبلیغ (فروری)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۰ تبلیغ کی بذریعہ ڈاک موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ :-

"حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ جگر دردمیں بھی کمی رہی"۔

احبابِ جماعت خاص توجہ اور درد و الحاح سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۱۵ تبلیغ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہٖ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

★ ـــ حضرت مولٰنا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالےٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عِطر سے ممسوح کیا

(الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

مُصلحِ موعُود کے بارہ میں ایک مہتم بالشّان اور پُرشوکت آسمانی بشارت

اوائل ۱۸۸۶ء میں چالیس روزہ غیر معمولی عاجزانہ اور تضرّعانہ دعاؤں کے نتیجہ میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جن پُر شوکت اور جلالی الفاظ میں پسرِ موعود کی مہتم بالشّان بشارت دی گئی، ذیل میں اس کا مکمل متن ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔ عظیم الشان آسمانی وعدوں کے مطابق یہ موعود فرزندِ جلیل حضور علیہ السلام کے ہاں ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں تولّد ہوا۔ وہ جلد جلد بڑھا اور ۱۹۱۴ء میں یعنی صرف پچیس سال کی عمر میں جماعتِ احمدیہ کا امام اور آپؑ کا دوسرا خلیفہ قرار پایا۔ پیشگوئی مصلح موعود میں بیان فرمودہ جملہ علامات کس درجہ آب و تاب کے ساتھ حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود مسعود میں جلوہ گر ہوئیں۔ اور اپنے باون سالہ بابرکت عہدِ خلافت میں آپؓ نے جماعت کو کن کن ترقیات سے ہمکنار کیا۔ اِسی تفصیل کا اجمالی تذکرہ قارئین بدر کے اندرونی صفحات میں ملاحظہ فرمائیں بعون اللہ تعالیٰ و بتوفیقہٖ ——— (ایڈیٹر)

خُدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا:-

"مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہُوں اسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرّعات کو سُنا۔ اور تیری دُعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیّت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لُدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مُبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قُربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح و ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفّر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہُوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دِین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھُلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غُلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذُرّیت و نسل سے ہوگا۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ جس کا نزول بہت مبارک۔ اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

جلسہ ہائے مصلح موعود لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں

حضرت مصلح موعودؓ کے پُرشوکت اعلانات

(نوٹ:- جلسہ ہوشیارپور کے بعد ۱۲ مارچ ۱۹۴۴ء کو لاہور میں۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء کو لدھیانہ میں اور ۱۶ اپریل ۱۹۴۴ء کو دہلی میں عظیم الشان جلسے منعقد ہوئے۔ جن میں حضرت مصلح موعودؓ نے مصلح موعود کے ظہور کے بارہ میں تقاریر فرمائیں۔ جلسہ ہوشیارپور کی طرح ان جلسوں میں بھی حضورؓ کی پہلی تقریر کے بعد مبلغینِ اسلام نے تقاریر کیں۔ اور اس کے بعد حضور نے اختتامی خطاب فرمایا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی ان تقاریر کے بعض اقتباسات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔) (ادارہ)

(۱)

جلسہ لاہور میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے خدائے واحد و قہار کی قسم کھا کر نہایت پُرشوکت الفاظ میں اعلانِ عام فرمایا:-

"آج مَیں اس جلسہ میں اس واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ مَیں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ اور مَیں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔"

(الفضل مصلح موعود نمبر ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

(۲)

جماعتِ احمدیہ کی عظیم الشان قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ مَیں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں۔ مَیں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں۔ مَیں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے ہوئے تنوروں میں کود کر دکھا دیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی۔ اگر خودکشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی تو میں [illegible] جماعت کے سو آدمیوں کو مَیں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتا۔ خدا نے ہمیں اسلام کی تائید کے لئے کھڑا کیا ہے۔ خدا نے ہمیں محمد رسول اللہ علیہ و سلم کا نام بلند کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے۔"

(الفضل مصلح موعود نمبر ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

(۳)

آپؓ نے اپنی اختتامی تقریر میں فرمایا:-

"اے اہلِ لاہور! مَیں تم کو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ مَیں تمہیں اس ازلی ابدی خدا کی طرف بلاتا ہوں جس نے تم سب کو پیدا کیا۔ تم مت سمجھو کہ اس وقت مَیں بول رہا ہوں اس وقت مَیں نہیں بول رہا، بلکہ خدا میری زبان سے بول رہا ہے۔ میرے سامنے دینِ اسلام کے خلاف جو شخص بھی اپنی آواز بلند کریگا اس کی آواز کو دبا دیا جائے گا جو شخص میرے مقابلہ میں کھڑا ہوگا وہ ذلیل کیا جائے گا، وہ رسوا کیا جائیگا وہ تباہ و برباد کیا جائیگا۔ مگر خدا بڑی عزّت کے ساتھ میرے ذریعہ اسلام کی ترقی اور اس کی تائید کے لئے ایک عظیم الشان بنیاد قائم کر دے گا۔ مَیں ایک انسان ہوں، مَیں آج بھی مر سکتا ہوں اور کل بھی مر سکتا ہوں۔ لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ مَیں اس مقصد میں ناکام رہوں جس کے لئے خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے...... اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اسلام مغلوب ہوگیا۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے انکار کرنیوالے غالب آ گئے تو بیشک تم سمجھ لو کہ مَیں ایک مفتری تھا۔ لیکن اگر یہ خبر سچی نکلی تو تم خود سوچ لو۔ تمہارا کیا انجام ہوگا۔ کہ تم نے خدا کی آواز میری زبان سے سُنی اور پھر بھی اُسے قبول نہ کیا۔"

(الفضل مصلح موعود نمبر ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

(۴)

جلسہ لدھیانہ کے موقع پر اہلِ لدھیانہ نے سخت مخالفت کی۔ جلسہ کو رکوانے کے لئے مظاہرے کئے گئے۔ نیز جلسہ کو درہم برہم کرنے اور ناکام کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ اس موقعہ پر حضور نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"اس وقت اس جلسہ میں لدھیانہ کے لوگ غالباً بہت کم ہوں گے۔ زیادہ تر بیرونی لوگ ہیں۔ لیکن اگر یہاں ایک بھی لدھیانہ کا شخص ہے تو مَیں اس کے ذریعہ اہلِ لدھیانہ کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ اے لدھیانہ کے لوگو! تم نے میری مخالفت کی اور مَیں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔ تم نے میری موت کی خواہش کی مگر مَیں تمہاری زندگی کا خواہاں ہوں کیونکہ میرے سامنے میرے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہے۔ آپ جب طائف میں تبلیغ کے لئے گئے تو شہر کے لوگوں نے آپ کو پتھر مارے اور لہولہان کر کے شہر سے نکال دیا۔ آپ زخمی ہو کر واپس آرہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا اگر آپ فرمائیں تو اس شہر کو اُلٹا کر رکھ دوں۔ مگر میرے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے، میرے ماں باپ، میری جان، میرے جسم اور میری روح کا ذرہ ذرہ آپ پر قربان ہو۔ فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ لوگ ناواقف تھے، نادان تھے، اس لئے انہوں نے مجھے تکلیف دی۔ اگر یہ لوگ تباہ کر دیئے گئے تو ایمان کون لائے گا؟

سو اَے اہلِ لدھیانہ! جنہوں نے میری موت کی تمنا کی مَیں تمہارے لئے زندگی کا پیغام لایا ہوں۔ ابدی زندگی اور دائمی زندگی کا پیغام۔ ایسی ابدی زندگی کا پیغام جس کے بعد فنا نہیں اور کوئی موت نہیں۔ مَیں تمہارے لئے خدا کی رضا کا پیغام لایا ہوں۔ جسے حاصل کرنے کے بعد انسان کے لئے کوئی دکھ نہیں رہتا۔ اور مجھے یقین ہے کہ آج کی مخالفت کل دلوں کو ضرور کھولے گی۔ اور دنیا دیکھے گی کہ یہ شہر انشاء اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ کے نُور سے منور ہوگا۔ اور میرے کام میں میرا ممد و معاون بنے گا۔ مَیں خدا تعالیٰ سے یہی دُعا کرتا ہوں اور اس کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ ضرور ایسا ہو کر رہے گا۔"

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۹ء)

(۵)

پھر فرمایا:-

"آج میں اہلِ لدھیانہ کو خبر دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر پاکر قدرت اور فضل اور رحمت کے جس نشان کی خبر دی تھی وہ ظاہر ہو چکا ہے جن لوگوں کے کان میں یہ آواز پہنچے وہ ان لوگوں تک اسے پہنچا دیں جو نہیں سن رہے اور مَیں لدھیانہ والوں کو یہ پیغام دے کر بری الذمہ ہوتا ہوں۔ اور ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ انکار کر کے نقصان نہ اٹھائیں یہ عظیم الشان پیشگوئی غیر معمولی حالات میں پوری ہو چکی ہے۔ پہلے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عمر اور غلبہ عطا کیا۔ پھر جیسا کہ نعمت اللہ صاحب ولی کی پیشگوئی میں چار پانچ سو سال قبل بتایا گیا تھا کہ

پسرش یادگارے بینم

اور جیسا کہ پہلے انبیاء کی پیشگوئیوں میں بھی بتایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد دی اور پھر ایسا بیٹا عطا کیا جو ان پیشگوئیوں کا مصداق ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اُسے اپنے نشانوں کے ساتھ کھڑا کیا۔ مَیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ کس رنگ میں اور کس طریق سے اپنے کام کو پورا کریگا لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ کام ہو کر رہے گا۔ میرے ذریعہ یا مجھ سے دین سیکھنے والے کسی اور کے ذریعہ، اور جہاں آج دنیا میں ہر طرف محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنیوالے موجود ہیں وہاں گھر گھر سے درُود کی آوازیں آئیں گی۔ اور خدا تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔"

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۹ء)

(۶)

حضورؓ کی پہلی تقریر کے بعد محترم جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اکنافِ عالم میں اشاعتِ اسلام کے آنکھوں دیکھے ایمان افروز حالات سُنائے۔ اس کے بعد حضورؓ نے فرمایا:-

"اب مَیں لدھیانہ کے لوگوں اور ان لوگوں کو بھی جو باہر سے آئے ہوئے ہیں یہ

بتانا چاہتا ہوں کہ یہ آسمان کی آواز ہے جو اللہ تعالیٰ نے بلند کی ہے اسے بند کرنا آسان نہیں ..... جب ہم اسلام کو سچا سمجھتے ہیں تو پھر ہم یہ بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ سچائی کو دنیا میں پھیلائیں۔ ہمارے مخالف اگر ایمان نہ بھی لائیں تو بھی اُن کو چاہیئے کہ ہماری خیر خواہی کے قائل ہوں اور اس بات کو مانیں کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اُن کی ہمدردی کے لئے کہتے ہیں۔ اور کہتے چلے جائیں گے چاہے وہ ہم کو کتنے دکھ کیوں نہ دیں۔ کتنی تکالیف کیوں نہ پہنچائیں۔ خواہ وہ ہمیں آروں سے چیر دیں۔ خواہ شیروں کے آگے ڈالیں۔ پتھروں سے سنگسار کریں۔ پہاڑوں سے گرا کر ہلاک کریں، سمندر میں پھینک دیں۔ ہم خدا کا نام لے کر کھڑے ہوئے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے سے رہ نہیں سکتے۔ جبتک ہماری جان میں جان ہے۔ ہم یہ آواز بلند کرتے چلے جائیں گے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ تعلیم ضرور پھیل کر رہے گی۔ اور زبردست سے زبردست توپیں بھی ہمارے رستہ میں اگر کھڑی ہوں گی تو وہ ناکام ہونگی۔ اور یہ پیغام بند نہ ہوگا پس بہتری اسی میں ہے کہ ہماری آواز کو سُنو۔ اپنی عاقبت کی بہتری کے لئے سُنو۔ اور اس آواز کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلند ہو رہی ہے غور سے سُنو اور سمجھنے کی کوشش کرو۔"

(الفضل ۱۸ر فروری ۱۹۵۹ء)

(۷)

جلسہ دہلی کے موقعہ پر ہزاروں افراد فساد اور خون خرابہ کی نیّت سے جلسہ گاہ پر حملہ آور ہوئے اور ایک مرتبہ مستورات کے جلسہ گاہ کی طرف بھی رُخ کیا۔ اور جلسہ گاہوں پر شدید سنگباری کی گئی جس کے نتیجہ میں کئی احمدی نوجوان شدید زخمی ہوگئے۔ اس موقعہ پر حضور رضؓ نے احباب جماعت کو نہایت صبر و سکون کے ساتھ جلسہ کی کارروائی سُننے کی تلقین فرمائی۔ البتہ جب مستورات کی طرف سنگباری شروع کی گئی تو حضور رضؓ نے ایک سو خدام کو ان کی حفاظت کے لئے بھجوایا۔ اس موقعہ پر آپ نے فرمایا :-

"یہ لوگ جو شور مچا رہے ہیں اور گالیاں دے رہے ہیں یہ بھی میری صداقت کی ایک دلیل پیش کر رہے ہیں۔ بھلا جھوٹ سے بھی کوئی ڈرتا ہے اور جھوٹ غالب آ سکتا ہے؟ لوگ ڈرتے اسی سے ہیں جس کے متعلق سمجھتے ہیں کہ حقیقی طاقت اسی کے پاس ہے۔ اور وہ غالب آجائے گا۔ ہم وہ باتیں سننے کے لئے تیار ہیں جو یہ لوگ تہذیب اور شرافت سے سُنائیں۔ یہ ہماری باتیں سننے سے لوگوں کو روکتے ہیں مگر مَیں ان مولویوں سے کہتا ہوں کہ وہ ہمارے ہاں قادیان میں آئیں اور ہمیں اپنی باتیں تہذیب کو مدّنظر رکھتے ہوئے سنائیں ہم ان کی باتیں سُننے سے لوگوں کو منع نہیں کریں گے۔ بلکہ انہیں جمع کر دیں گے۔ اور ان سب علماء کا خرچ بھی دیں گے۔"

(الفضل ۲۳ر اپریل ۱۹۴۴ء)

(۸)

اسی موقع پر سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہُ نے دنیائے اسلام کو چیلنج دیتے ہوئے فرمایا :-

"حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی جس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر مَیں اس وقت کرنا چاہتا ہوں اور جو مصلح موعود کے متعلق ہے اس میں ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا۔ اور یہ ایسی واضح علامت ہے کہ اسے بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ مَیں جسے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلہ میں قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لے لیں۔ مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہوگی۔" (الفضل ۲۳ر اپریل ۱۹۴۴ء)

نیز فرمایا :-

"مَیں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ بیشک ہزار عالم بیٹھ جائیں اور قرآن مجید کے کسی حِصّہ کی تفسیر میں میرا مقابلہ کریں مگر دُنیا تسلیم کرے گی کہ میری تفسیر ہی حقائق و معارف اور روحانیت کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔"

پھر آپ رضؓ نے جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ غلبہ اسلام کی خبر دیتے ہوئے فرمایا :-

"مَیں خدا سے خبر پا کر اعلان کرتا ہوں کہ وہ پیشگوئی جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرمایا تھا پوری ہوگئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے رؤیا میں مجھے اطلاع دی کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق مَیں ہی ہوں۔ مَیں اس خدائے واحدہٗ لاشریک لہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ یہ رویا جس کا ذکر مَیں نے کیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے مَیں نے خود نہیں بنایا۔ اگر مَیں اس بیان میں سچا ہوں اور آسمان و زمین کا خدا شاہد ہے کہ مَیں سچا ہوں تو یاد رکھنا چاہیئے کہ آخر ایک دِن میرے اور میرے شاگردوں کے ذریعہ سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ساری دنیا پڑھے گی اور ایک دن آئیگا جب ساری دنیا پر اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ شان کے ساتھ اسلام کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ جیسا کہ پہلی صدیوں میں ہوئی تھی۔"

(رسالہ الفرقان قادیان اپریل ۱۹۴۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کی نظر میں حضرت المصلح الموعودؓ کا مقام

از مکرم نصر اللہ خان صاحب ناصر۔ شاہد

اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ ان کے بعد ظاہر ہونے والے عظیم الشان وجودوں کی خبریں عطا فرماتا ہے۔ جنہیں مامورین اور خلفاء بسا اوقات واضح رنگ میں اور کبھی مفصلاً اشارات اور کنایات میں ذکر کرتے ہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم الشان جانشین اور فرزند سیّدنا محمود المصلح الموعود رضؓ کے بارہ میں جہاں انبیاء گذشتہ اور صلحاء و اولیاءِ اُمّت نے خبریں دیں وہاں آپؓ کے پہلے جانشین حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ نے نورِ فراست سے بھانپ لیا تھا کہ پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق سیّدنا محمود رضؓ کا وجودِ با جود ہے۔ آپ رضؓ کے ارشادات سے سیّدنا المصلح الموعود رضؓ کا بلند مقام واضح ہوتا ہے کہ آپ ہی خلافتِ ثانیہ کے مسند پر متمکن ہونے والے وہ مبارک وجود ہیں جن کی خبریں الٰہی نوشتوں اور مامورِ زمانہ کے کلام میں پائی جاتی تھیں۔

(۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ اپنے عہد خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کے مطابق جب گھوڑے سے گرے اور آپ کے سر پر سخت چوٹ آئی تو ایک رات آپ کو خیال پیدا ہوا کہ ورم دِل کی طرف جا رہا ہے اس وقت آپ نے قلم دوات طلب فرمائی۔ اور ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر اسے لفافہ میں بند کر دیا۔ اور لفافہ پر بھی کچھ رقم فرمایا۔ اور شیخ تیمور صاحب کو جو آپ کی خدمت میں رہتے تھے یہ کہتے ہوئے دیا کہ اگر میری وفات ہو جائے تو اس پر جو کچھ لکھا ہے اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ ان کی روایت ہے کہ اس لفافہ پر لکھا تھا :-

"علیٰ اسوۃ ابی بکر۔ جس کا نام اس لفافہ میں ہے اس کی بیعت کرو۔ جب اُسے کھول کر دیکھا گیا تو اس کے اندر نام لکھا تھا "محمود احمد"۔

(الفضل جلد ۲ نمبر ۲۵ ص۶ ۶ر ستمبر ۱۹۱۴ء بحوالہ حیاتِ نور ص ۳۹۸)

مزید برآں مولوی محمد علی صاحب مرحوم ایم۔ اے کی درجِ ذیل عبارت سے بھی اس واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے :-

"۱۹۱۱ء میں جو وصیت آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ) نے لکھوائی تھی اور جو بند کر کے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی اس کے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہُوا ہے کہ اس میں آپ نے اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے میاں صاحب کا نام لکھا تھا۔" (رسالہ حقیقتِ اختلاف ص۶۹)

(۲)

ایک خطبہ جمعہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ نے حضرت مصلح موعود رضؓ کی خلافت کے بارہ میں ایک واضح اشارہ یوں فرمایا :-

"ایک نکتہ قابلِ یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے مَیں باوجود کوشش کے رُک نہیں سکا۔ وہ یہ کہ مَیں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اُن کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے۔ ۷۸ برس تک انہوں نے خلافت کی۔ بائیس برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھو کہ مَیں نے کسی خاص مصلحت اور خاص بھلائی کے لئے کہی ہے۔"

(بدر ۲۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

(۳)

آخری بیماری میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ نے نمازوں میں امامت وغیرہ کے فرائض حضرت مصلح موعود رضؓ کے سپرد کر دیئے۔ (اخبار الحکم ۱۲ر مارچ ص۶) علاوہ ازیں خطبہ جمعہ پڑھنے کا ارشاد بھی آپ رضؓ کو ہوتا تھا۔ ان دنوں دیگر اہم ذمہ داریاں پہلے سے ہی حضرت مصلح موعود رضؓ کے سپرد تھیں۔ چنانچہ

۱۔ آپ رسالہ تشحیذ الاذہان کی ادارت فرماتے تھے۔

۲۔ آپ مدرسہ احمدیہ کے انچارج تھے اور بعض جماعتوں کو خود تعلیم بھی دیتے تھے۔

۳۔ آپ مہمان خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منتظم بھی تھے۔

۴۔ روزانہ دو مرتبہ قرآن مجید کا درس دیا کرتے

ایک مرتبہ نماز فجر کے بعد دوسری مرتبہ نماز ظہر کے بعد۔

۵۔ مزید برآں مہمانوں سے ملاقات، احباب جماعت کو تعلیم مسائل متفرق مضامین اور تقاریر صدر انجمن احمدیہ کی صدارت۔ یہ سب کام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کی نگرانی اور ہدایات کے مطابق آپؓ سرانجام دیتے تھے۔

(۴)

زندگی کے آخری ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ نے جب حضرت مصلح موعودؓ کو امام مقرر کیا تو بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا۔ جناب مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ بخارا کی روایت ہے کہ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ نے ہمیں کلاس میں بتایا کہ ان ایام میں مولوی محمد علی صاحب مجھے ملے اور کہا کہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح کے بلا تکلف دوست ہیں میرا نام لئے بغیر ان سے عرض کریں کہ جماعت کے بڑے بڑے جیّد عالم موجود ہیں ان کی موجودگی میں میاں محمود کو امام مقرر کرنا مناسب نہیں۔ جس پر بعض دوست اعتراض کرتے ہیں حضرت حافظ صاحبؓ نے بتایا کہ میں نے یہ پیغام حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی خدمت میں پہنچا دیا اور مولوی محمد علی صاحب کا نام نہیں لیا۔ اور جیسا کہ انہوں نے کہا تھا محض عمومی رنگ میں یہ بات کہہ دی۔ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے فرمایا:۔

"ان اکرمکم عند اللہ اتقکم
مجھے محمود جیسا ایک بھی متقی نظر نہیں آتا۔
پھر از خود فرمایا کہ کیا میں مولوی محمد علی صاحب سے کہوں کہ وہ نماز پڑھا دیا کریں۔"

(۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ نے ایک مرتبہ حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں ان الفاظ میں بشارت دی:۔

"تیس ۳۰ برس کے بعد انشاء اللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرت ثانیہ) ظاہر ہوگا۔" (حیاتِ نور ۴۰۲)

دسمبر ۱۹۱۲ء میں حضور نے یہ الفاظ فرمائے اور ۱۹۴۴ء کے شروع میں گویا ٹھیک تیس ۳۰ سال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے موعود خلیفہ اور مصلح موعود اور پسر موعود ہونے کا باذنِ الٰہی اعلان فرمایا اور پیشگوئی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی۔

(۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ نے شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کو جو ۱۹۱۲ء میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے ساتھ مصر تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے ... ایک خط میں لکھا:۔

"تمہیں وہاں سے کسی شخص سے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جب تم واپس قادیان آ گئے تو ہمارا علم قرآن پہلے سے بھی انشاء اللہ بڑھا ہوا ہوگا۔ اور اگر ہم نہ ہوئے تو میاں محمود سے قرآن پڑھ لینا۔"

(الفضل یکم اپریل ۱۹۱۴ء بحوالہ حیاتِ نور)

اسی طرح آپؓ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضؓ کو فرمایا:۔

"اگر میری زندگی میں قرآن ختم نہ ہوا تو بعد ازاں میاں صاحب سے پڑھ لینا۔"

(الفضل جلد ۱۸ نمبر ۱۰۶)

آپ کے ان ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضؓ سیدنا محمود رضؓ کے آئندہ جانشین ہونے پر کس قدر محکم یقین رکھتے تھے۔

(۷)

سیدنا حضرت محمود رضؓ کے مصلح موعود اور پسر موعود ہونے پر آپ کو اس قدر یقین تھا کہ اپنی وفات سے چھ ماہ قبل جب حضرت پیر منظور محمد صاحب مصنّف قاعدہ یسّرنا القرآن نے آپ کی خدمت میں عرض کی:۔

"مجھے آج حضرت اقدس کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ چل گیا کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں۔ اس پر حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے فرمایا ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور اُن کا ادب کرتے ہیں۔ جب پیر صاحب موصوف نے یہ الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے تو ان پر حضرت خلیفہ اوّل نے تحریر فرمایا۔
"یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد صاحب سے کہے ہیں۔ نور الدین
۱۰ر ستمبر ۱۹۱۳ء"

(رسالہ پسر موعود صفحہ ۲۸)

(۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کے نزدیک آئندہ خلافت جاری رہنی تھی اور آپ اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے علم کے مطابق یہ بات جانتے تھے کہ آپ کے بعد سیدنا محمود رضؓ خلیفہ ہوں گے۔ اس بات کی تصریح اس واقعہ سے ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کا ہی بیان ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"جلسہ سالانہ ۱۹۱۳ء کے چند ہی دن بعد حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ بیمار ہو گئے۔ اور آپ کی علالت روز بروز بڑھنے لگی۔ مگر ان بیماری کے دنوں میں بھی آپ تعلیم کا کام کرتے رہے۔ مولوی محمد علی صاحب قرآن شریف کے بعض مقامات کے متعلق آپ سے سوال کرتے اور آپ جواب لکھواتے اور لوگوں کو بھی پڑھاتے ایک دن اسی طرح پڑھا رہے تھے مسند احمد کا سبق تھا۔ آپ نے پڑھاتے پڑھاتے فرمایا کہ مسند احمد حدیث کی نہایت معتبر کتاب ہے۔ بخاری کا درجہ رکھتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس میں بعض غیر معتبر روایات امام احمد بن حنبل کے ایک شاگرد اور اُن کے بیٹے کی طرف سے شامل ہو گئی ہیں۔ جو اس پایہ کی نہیں ہیں۔ میرا دل چاہتا تھا کہ اصل کتاب کو الگ کر لیا جاتا۔ مگر افسوس کہ یہ کام میرے وقت میں نہیں ہوا۔ اب شاید میاں کے وقت میں ہو جائے۔ اتنے میں مولوی سید سرور شاہ صاحب آ گئے۔ آپؓ نے اُن کے سامنے یہ بات پھر دہرائی کہ ہمارے وقت میں تو یہ کام نہ ہو سکا۔ آپ میاں کے وقت میں اس کو پورا کریں۔ یہ بات وفات سے دو ماہ قبل بیان فرمائی۔"

(اختلافاتِ سلسلہ کی تاریخ صفحہ ۸۔ بحوالہ حیاتِ نور صفحہ ۶۷۹)

(۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص صحابی میاں غلام حسین صاحب سکنہ عارف والا ضلع ساہیوال کا حلفیہ بیان ہے:۔

"خاکسار کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ چاند آسمان سے ٹوٹ کر حضرت ام المومنین رضؓ کی جھولی میں آ پڑا ہے۔ پھر دوسری رؤیا میں دکھایا گیا کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کے بعد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ہوں گے ان کی نصرت ہوگی اور اُن پر وحی بھی نازل ہوگی۔ یہ دونوں خوابیں میں نے لکھ کر حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کے حضور بھیج دیں آپ نے جواب میں لکھا کہ "آپ کی خوابیں مبارک ہیں۔" پھر جب میں قادیان جلسہ سالانہ پر گیا تو علیحدگی میں بندہ نے روبرو میاں عبد الحی مرحوم حضرت خلیفہ اوّل [illegible] عرض کیا کہ یا حضرت! جو خوابیں میں نے آپ کو تحریر کی تھیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے بعد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ہوں گے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ اور میاں عبد الحی صاحب مرحوم چارپائی پر بیٹھے تھے۔ اور میں نیچے پیڑھی پر بیٹھا تھا۔ حضور رضؓ نے جھک کر مجھ کو فرمایا۔ "اسی لئے تو اس کی ابھی سے مخالفت شروع ہو گئی ہے" پھر میں نے عرض کیا یا حضرت! سچے کا نشان بھی یہی ہوتا ہے کہ اس کی مخالفت [illegible]۔ آپ نے فرمایا ہاں سچے کا یہی نشان ہوتا ہے۔"

(الفضل یکم فروری ۱۹۳۸ء بحوالہ حیاتِ نور صفحہ ۶۷۸)

(۱۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کا اپنا بیان ہے کہ:۔

"حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی وفات کے بعد میرا منشاء نہیں تھا کہ میں عورتوں میں درس دیا کروں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی بڑی ہمت کا کام ہے کہ ایسے عظیم الشان والد کی وفات کے تیسرے روز ہی امۃ الحی نے مجھ کو رقعہ لکھا۔ اس وقت میری ان سے شادی نہیں ہوئی تھی۔ کہ مولوی صاحب مرحوم ہمیشہ عورتوں میں قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ اب آپ کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے۔ مولوی صاحب نے اپنی آخری ساعت میں مجھے وصیت فرمائی تھی۔ کہ میرے مرنے کے بعد میاں صاحب سے کہہ دینا کہ وہ عورتوں میں درس دیا کریں۔ اس لئے میں اپنے والد کی وصیت آپ تک پہنچاتی ہوں وہ کام جو میرے والد صاحب کیا کرتے تھے اب آپ اس کو جاری رکھیں۔"

(الفضل یکم فروری ۱۹۳۸ء بحوالہ حیاتِ نور صفحہ ۷۰۲)

نوٹ:۔ یہ اصل خط اب بھی محفوظ ہے۔

(۱۱)

"ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ سے مصافحہ کیا تو آپؓ نے اسے فرمایا۔ میاں صاحب سے بھی مصافحہ کر لو۔ شاید ہمارے بعد ان کے ہاتھ پر تمہیں بیعت کرنی پڑے۔"

(الفضل ۴ر اگست ۱۹۳۷ء بحوالہ تاریخ احمدیت حصہ چہارم)

مندرجہ بالا واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ وہبی علم کی بناء پر یقین رکھتے تھے کہ آپ رضؓ کے بعد ہونے والا امام اور خلیفہ سیدنا محمود رضؓ ہوں گے۔

(۱۲)

حضرت خلیفہ اول رضؓ کی نظر میں سیدنا المصلح الموعود رضؓ کی کس قدر عزت اور قدر و منزلت تھی۔ اور آپ کی مقدس شخصیت سے کتنے متاثر تھے۔ آپ کے مندرجہ ذیل ارشادات سے مترشح ہوتا ہے۔

(ل) — حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی آپ سیدنا حضرت محمود رضؓ کی نیکی، تقویٰ کے پیشِ نظر کوشش فرماتے رہے کہ آپ کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے کہ آپ خلافت کے بارِ گراں کو سنبھال سکیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"میں نے اسی فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں تین آدمی موجود ہیں۔ اوّل میاں محمود احمد وہ میرا بھائی بھی ہے اور بیٹا بھی۔ اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قربت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحب ہمارے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی خان صاحب ہیں۔"

(بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء بحوالہ حیاتِ نور صفحہ ۳۲۴ و صفحہ ۴۲۲)

پھر آپ نے ۲۷ر مئی ۱۹۰۸ء کو بیعت کے بعد پہلی تقریر میں فرمایا:۔

"میں چاہتا تھا کہ حضرت کا صاحبزادہ میاں محمود احمد جانشین بنتا اور اسی

واسطے میں ان کی تعلیم میں سعی کرتا رہا۔"
(بدر ۲ ر جون ۱۹۰۸ء صـ۶)

حضرت خلیفہ اولؓ کو حضرت خلیفہ ثانیؓ سے بے پناہ اُنس تھا۔ جب حضرت صاحبزادہ صاحب آپ کی مجلس میں جاتے تو آپ کھڑے ہو جاتے اور اپنی مسند پر آپ کو بٹھاتے۔ کبھی اچھی اچھی کتابیں منگوا کر دیتے۔ بعض اوقات فرماتے:۔

"میاں! جب قرآن کریم کا سبق پڑھتے ہیں تو بہت سی آیات مجھے حل ہو جاتی ہیں جن باریکیوں کو یہ پہنچ جاتے ہیں میرا واہمہ بھی وہاں تک نہیں پہنچتا۔"

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صـ۶۰۹ بحوالہ الحکم جوبلی نمبر صـ۸)

سیدنا حضرت خلیفہ ثانیؓ کا بیان ہے کہ حضرت خلیفہ اولؓ کے پاس چونکہ میرے ساتھ حافظ روشن علی صاحبؓ بھی پڑھا کرتے تھے اور وہ اکثر سوالات بھی کیا کرتے تھے مجھے بھی شوق پیدا ہُوا تو مَیں نے بھی سوالات شروع کر دیئے۔ ایک دو روز تو آپ نے برداشت کیا تیسرے روز فرمانے لگے:۔

"میاں! حافظ صاحب تو مولوی ہیں وہ سوال کرتے ہیں تو مَیں جواب بھی دے دیتا ہوں لیکن تمہارے سوالات کا مَیں جواب نہیں دوں گا۔ مجھے جو کچھ آتا ہے تمہیں بتا دیتا ہوں۔ اور جو نہیں آتا وہ بتا نہیں سکتا۔ تم بھی خدا کے بندے ہو مَیں بھی خدا کا بندہ ہوں۔ تم بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہو۔ اور مَیں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہوں۔ اسلام پر اعتراضات کا جواب دینا صرف میرا ہی کام نہیں تمہارا بھی فرض ہے کہ تم سوچو اور اعتراضات کے جوابات دو مجھ سے مت پوچھا کرو۔"

(حیاتِ نور صـ۵۷۱)

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد مختلف دوستوں نے اعتراضات کے جوابات لکھے تو سیدنا حضرت محمودؓ نے ایک مضمون "صادقوں کی روشنی کو کون دُور کر سکتا ہے" تحریر فرمایا۔ یہ مضمون پڑھ کر آپؓ نے مولوی محمد علی صاحب کو کہا:۔

"مولوی صاحب! مسیح موعود کی وفات پر مخالفین نے جو اعتراض کئے ہیں۔ اُن کے جواب میں تم نے بھی لکھا ہے اور مَیں نے بھی۔ مگر میاں ہم دونوں سے بڑھ گیا ہے۔ پھر یہی کتاب (یعنی "صادقوں کی روشنی کو کون دُور کر سکتا ہے") حضرت مولوی صاحبؓ نے بذریعہ رجسٹری مولوی محمد حسین بٹالوی کو بھیجی۔ وہ کیوں؟ محمد حسین نے کہا تھا کہ مرزا صاحب کی اولاد اچھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ کتاب بھیج کر حضرت مولوی صاحبؓ نے ان کو لکھوایا کہ حضرت مرزا صاحب کی اولاد میں سے ایک نے تو یہ کتاب لکھی ہے جو مَیں تمہاری طرف بھیجتا ہوں۔ تمہاری اولاد میں سے کسی نے کوئی کتاب لکھی ہو تو مجھے بھیج دو۔"

(حیاتِ نور صـ۴۱۵)

(ب) ــــ سیدنا محمودؓ کی نیکی اور تقویٰ ہی تھا کہ ایک مرتبہ جب آپؓ بیمار ہوئے تو حضرت میاں صاحب سے فرمایا کہ:۔

"میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دُعا کرو۔ چنانچہ آپ نے دُعا کی۔"

(الفضل ۱۰ ر نومبر ۱۹۶۱ء)

(ج) ــــ سیدنا حضرت محمودؓ کی کامل فرمانبرداری اور فدائیت کے بارہ میں احمدیہ بلڈنگس کی تاریخی تقریر میں آپؓ نے فرمایا:۔

"اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت حق کس کا ہے ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے۔" (حیاتِ نور صـ۵۵۸)

پھر فرماتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود۔ بشیر۔ شریف۔ نواب ناصر۔ نواب محمد علی خان کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا۔ مَیں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں۔" (حیاتِ نور صـ۵۵۸)

اس کے بعد فرمایا:۔

"میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے۔ ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں۔ مگر نہیں۔ مَیں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار کہ تم میں سے ایک بھی نہیں۔"

(حیاتِ نور صـ۵۵۸)

(د) ــــ مکرم مولوی ظہور حسین صاحب مجاہد بخارا کا بیان ہے کہ:۔

"حضرت خلیفہ اولؓ کی مجلس میں جب بھی حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب تشریف لاتے تو حضور ان کے لئے آدھا گدیلا خالی کر دیتے۔ اور اس پر بیٹھنے کا ارشاد فرماتے۔"

(حیاتِ نور صـ۵۹۱)

(ر) ــــ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مبارک اور مبشر اولاد سے کس قدر محبت تھی اس کا اندازہ آپ کے اس فرمودہ سے ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے فرزند میاں عبدالحی صاحبؒ کو اپنی وفات سے قبل یہ نصیحت فرمائی:۔

"لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ۔ پر میرا ایمان ہے۔ اور اس پر مرتا ہوں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب کو مَیں اچھا سمجھتا ہوں۔ حضرت مرزا غلام احمد کو مسیح موعود اور خدا کا برگزیدہ انسان سمجھتا ہوں۔ مجھے ان سے اتنی محبت تھی کہ جتنی مَیں نے ان کی اولاد سے کی۔ تم سے نہیں کی۔"

(حیاتِ نور صـ۶۹۸)

(س) ــــ مکرم شوق محمد صاحب آف لاہور کا بیان ہے کہ:۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ حضرت میاں صاحب کے لئے اکثر یہ دُعا کرتے تھے کہ "اے مولا! اَے میرے قادرِ مطلق مولا! اس کو زمانہ کا امام بنا دے۔" بعض اوقات فرماتے "اس کو سارے جہاں کا امام بنا دے۔" مجھ کو حضور کا یہ فقرہ اِس لئے چُبھتا کہ آپ کسی اور کے لئے ایسی دُعا نہیں کرتے صرف ان کے لئے کرتے ہیں۔ چونکہ طبیعت میں شوخی تھی اس لئے مَیں نے ایک روز کہہ دیا کہ آپ میاں صاحب کے لئے اس قدر عظیم الشان دُعا کرتے ہیں کسی اَور کے لئے اس قسم کی دُعا کیوں نہیں کرتے اس پر حضور نے فرمایا۔ اس نے تو امام ضرور بننا ہے۔ مَیں تو صرف حصولِ ثواب کے لئے دعا کرتا ہوں ورنہ اس میں میری دُعا کی ضرورت نہیں۔" (حیاتِ نور صـ۵۹۲)

مذکورہ بالا واقعات اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ارشادات سے پُوری طرح واضح اور عیاں ہے کہ سیدنا حضرت محمودؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک اور مقدس وجود ہی پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق اور قدرت ثانیہ کا مظہر ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ کی روحانی بصیرت اور علمِ لدنی نے بہت پہلے ہی بھانپ لیا تھا کہ یہی وہ مُطہّر و مقدس وجود ہوگا جو ان کے بعد حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے مشن کی تکمیل اور غلبۂ اسلام کا عظیم الشان فریضہ سر انجام دے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

موعود خلیفہ ہونے کا پرشکوہ اعلان

از حضرت اقدس المصلح الموعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰے عَنْہُ

"اللہ تعالےٰ کے اِذن اور اسی کے انکشاف کے ماتحت مَیں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت دنیا میں آنا تھا اور جس کے لئے یہ مقدّر تھا کہ وہ اسلام اور رسولِ کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا۔ اور اس کا وجود خدا کے جلالی نشانات کا حامل ہوگا، وہ مَیں ہی ہوں اور میرے ذریعہ ہی وہ پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے موعود بیٹے کے متعلق فرمائی تھیں۔ یاد رہے کہ مَیں کسی خوبی کا اپنے لئے دعویدار نہیں ہوں۔ مَیں فقط خدا تعالےٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم کی شان کو دُنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے۔ اس سے زیادہ نہ مجھے کوئی دعوٰی ہے۔ نہ مجھے کسی دعوٰی میں خوشی ہے میری ساری خوشی اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں

حضرت المصلح الموعودؓ کے چند خطوط

(۱) سیدنا المصلح الموعودؓ کی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے خط و کتابت آپ سے گہرا تعلق ثابت کرتی ہے۔ چند ایک خطوط بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔

(۲) یہ خطوط سیدہ اُم متین حرم حضرت المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس محفوظ ہیں ہم جامعہ احمدیہ ربوہ کے سہ ماہی رسالہ مجلہ الجامعہ کے توسط سے ان کی عنایت کے لئے ممنون ہیں ——— (ادارہ)

---

(۱)

سیدی ۔ السلام علیکم ۔

حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ تقریر کا بندوبست صحن بورڈنگ میں یا مسجد نور میں ہو۔ مگر حضور نے جگہ کی وجہ سے فرمایا ہے تو چونکہ لیکچر کے وقت اکٹھے ہو کر بیٹھنے میں بڑی مسجد میں جگہ ہو جائے گی صحن میں انتظام ہونا مشکل ہے کیونکہ یہاں چٹائیاں اس وقت نہیں مل سکتیں اور مسجد نور میں جانے سے حضور کو شاید تکلیف ہو۔ اس لئے اگر کوئی اور مصلحت نہ ہو تو بڑی مسجد میں ہی جلسہ ہو جائے۔ اس کے صحن میں تو کھوری بچھی ہوتی ہے اور باہر زمین کے لئے چٹائیاں مل جائیں گی۔

محمود احمد

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے تحریر فرمایا:-

" مسجد میں ہو مگر جانے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ نیز مجھے شاید نماز پڑھ کر جانا پڑے۔ کیونکہ نماز میں الف بچھنا آج کل دشوار ہے اور کہہ دیا تھا کہ سیکرٹری اور علماء قریب ہوں ایسا انتظام ضروری ہے۔

نورالدین

(۲)

نوٹ:- گوجرہ سے ایک دوست محمد رشید خاں صاحب بی۔ اے، ایس، ایم کا خط سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں پہنچا۔ جس میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب مفتی محمد صادق صاحب اور دیگہ دوستوں نے ملتان جانا ہے پس حضور ان کو حکم فرمادیں کہ ملتان جاتے ہوئے براستہ سانگلہ گوجرہ میں تشریف لائیں ایک دو روز کے لئے قیام فرماویں تاکہ ایک جلسہ عام منعقد کیا جاوے یا پھر واپسی پر حضور ارشاد فرمادیں کہ وہ گوجرہ بھی تشریف لاویں۔ اور اس کی تاریخ کی اطلاع بھی دی جاوے تاکہ انتظامات کئے جاسکیں۔

اس پر حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحبؓ نے تحریر فرمایا:-

" سیدی ۔ السلام علیکم۔ جماعت گوجرہ چاہتی ہے کہ ملتان جاتے ہوئے دو دن یہاں بھی ٹھہریں حضور جس طرح ارشاد فرمائیں انہیں جواب دیا جائے۔

مرزا محمود احمد"

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس پر تحریر فرمایا:-

" عزیزم مکرم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپ کا زیادہ باہر رہنا مجھے ناگوار ہے۔ گوجرانوالہ میں زیادہ دن کی دیری نے مجھے تکلیف دی۔ واللہ اعلم ولا نعلم۔ حرج نہیں اگر گوجرہ جاؤ مگر باہر زیادہ نہ رہنا چاہیئے۔

نورالدین"

(۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت خلیفۃ خلیفۃ اللہ۔

السلام علیکم۔ عبدالحکیم کا مضمون تو آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب باقی مضمون جس میں ثناءاللہ کے اعتراضوں کا جواب اور نکاح والی پیشگوئی اور عمر اہلیہ اور محمد حسین کے ایمان لانے کی پیشگوئیوں کے بارہ میں اعتراضوں کے جواب ارسال خدمت ہے۔ چونکہ اس کو رسالہ کی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ ہے حضور کا اور مولوی محمد علی صاحب کا مضمون اس بارہ میں شائع ہونے کو ہے اس لئے اس کے ایک حصہ کو میں نے مفصل کر دیا ہے۔ بمع وصیت کے قریباً ڈیڑھ صفحہ میں آئے گا۔ اسے پڑھ کر مناسب جگہوں میں اصلاح فرماویں تاکہ شائع کیا جاوے۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد

سید حبیب شاہ کا خط بھی ارسال ہے۔ آپ نے اس مضمون کا ہیڈنگ " محمودؐ اور مہدی مسیح کے دشمنوں کا مقابلہ" رکھا تھا۔ اب اس رسالہ کا نام بھی تجویز فرماویں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر نام تجویز فرماتے ہوئے تحریر فرمایا

" صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے"

اس خط کے لفافہ پر خلیفۃ خلیفۃ اللہ لکھا گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے جواب بھجواتے ہوئے برادر عزیز کے الفاظ تحریر فرمائے اور عبارت اس طرح تھی

" برادرِ عزیز حضرت خلیفۃ خلیفۃ اللہ"

یہ اندازِ تحریر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ درجہ کی شفقت پر دال ہے

(۴)

واقعہ کانپور کے بارہ میں پیغام صلح کے مضمون پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حسب ذیل خط تحریر فرمایا:-

سیدی۔ السلام علیکم۔ پیغام صلح کا نشان کردہ حصہ بھیجتا ہوں پیغام صلح کے گروہ نے پہلے بارہا ان مضامین کو چھیڑا ہے جو ہم میں مختلف فیہ ہیں لیکن آج تک میں نے الفضل میں ان کے مضامین کی طرف اشارہ تک نہیں کیا۔ کانپور کے جھگڑا کے متعلق بھی دیگر اخباروں کا ذکر کیا ہے۔ پیغام صلح کا کوئی خاص ذکر نہیں کیا انہوں نے کفر کا مسئلہ چھیڑا باوجود حضور کی تحریک کے کانپور کے مسئلہ کو طول دیا اس کے دو ہی باعث ہوسکتے ہیں یا یہ کہ میں نے جھوٹ کہا کہ حضور کی اجازت پا یہ کہ وہ احمدی سچ نہیں کہتے ہیں اور عمل نہیں کرتے اور اس کے علاوہ اور بھی بعض مختلف مسئلہ کو انہوں نے اخبار میں چھیڑا لیکن میں اب تک خاموش رہا لیکن اب تازہ پرچہ میں انہوں نے اپنے باطنی بغض کا اچھی طرح اظہار کر دیا ہے۔ اس وقت قادیان کے تین اخبار نکلتے ہیں۔ الحکم شائع نہیں ہوا۔ بدر نے کچھ لکھا نہیں الفضل میں زمیندار کے مضمون پر نوٹس لیا گیا حضور کو دکھا کر ایک دفعہ نہیں دو دفعہ دکھا کر پھر باوجود اس کے کہ خود اپنی تحریروں سے باز آتے نشان کردہ نوٹ شائع کیا ہے۔

" ہم احمدی لوگ دوسروں کو تو الزام دیتے ہیں کہ وہ قرآن پر عمل نہیں کرتے لیکن اگر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں اور غور کریں تو پائیں گے کہ ہم خود جو حق قرآن پر چلنے کا ہے ادا نہیں کر رہے اور تنسون انفسکم کا رنگ ہماری تحریروں اور تقریروں میں پایا جاتا ہے

ہمارے بعض اخبارات نے اس حکم کی تعمیل میں کوتاہی اختیار کی ہے وہ دارالامان میں امن سے رہتے ہیں ان تک وہ گالیاں نہیں لیکن بیرون جات کے لوگوں کو اس کی وجہ سے بہت تکلیف ہوتی ہے اس لئے بڑے ادب سے ہم اپنے احمدی بھائیوں کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ اس حکم الٰہی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان حرکات سے باز آجائیں۔

الف بین قلوبکم بھی اسلام کا ایک معجزہ ہے جس کو آج کل زبردست حملوں سے اللہ تعالیٰ پورا کر رہا ہے پس الٰہی ارادہ کی مدد کرو تا الٰہی رحمتوں سے فیضیاب ہو۔ ان مسلمانوں میں تالیف قلب خود خدا کے مامورین کے سکیں۔

اب میں حضور سے چاہتا ہوں کہ یا تو فیصلہ کریں یا مجھے اجازت دیں کہ اس پر اخبار میں جواب دوں۔ آخر یہ بغض و حسد کے زخم کب تک چلے جائیں گے۔

محمود احمد

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے تحریر

نوٹ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مرزا یعقوب بیگ صاحب سے بھی وضاحت چاہی تھی جو حسب ذیل ہے:-

جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ السلام علیکم کیا آپ مہربانی فرما کر اس بات کا جواب دے سکتے ہیں۔ آپ کے اخبار پیغام صلح میں صفحہ ۳ زیر عنوان توڑنا آسان ہے جوڑنا مشکل" جو مضمون نکلا ہے اس میں لکھا ہے کہ بعض احمدیوں نے قرآن شریف پر عمل چھوڑ دیا ہے اور دوسروں پر سختی کرتے ہیں۔ اور اس کی مثال میں پیش کیا ہے کہ بعض اخبارات نے ایسا کیا ہے اور وہ اخبارات قادیان کے ہیں۔ الحکم بند ہے۔ بدر نے اب کوئی مضمون لکھا ہی نہیں وہ تو اس پالیسی کا ہی نہیں۔ ایک الفضل رہا کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ کونسا اخبار ہے جس کے متعلق آپ کے اخبار پر یہ نوٹ شائع ہوا ہے۔ وہ کونسا اخبار ہے کیا آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں یا پیغام صلح سے پوچھا جائے۔

خاکسار مرزا محمود احمدؓ

مرزا یعقوب بیگ صاحب کا جواب:-

" حضرت صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ و علیکم السلام و رحمۃ اللہ مجھے اس کا علم نہیں کہ کوئی خاص اخبار [م]

م - مراد ہے۔ آپ لاہور پیغام صلح سے دریافت فرماویں۔

والسلام خاکسار مرزا یعقوب بیگ ۲۲/۸/۱۴

فرمایا:۔

"سوال کھول کر کرو۔ احمدی لوگ دوسرے مسلمانوں کو نوالزام دیتے ہیں وہ کیوں احمدی ہیں صلح کے پیغام میں یہ فقرہ قابل جواب ہے اس کے جواب میں جو بالکل صاف ہو اور نہ ہوگا۔ ہم پیغام صلح کو کھول کر بتا دیں گے۔ وہ کون ہیں۔ امید ہے ہمیں پیغام صلح میں جواب ملے گا۔ اس سوال سے عمدہ تمیز کا موقع ملے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہوگا۔"

—— (۵) ——

"سیدی السلام علیکم۔

حضور نے جو خط واقعہ کانپور کے متعلق مرزا یعقوب بیگ صاحب کو لکھا تھا زمیندار نے نقل کیا ہے اور گو عبارت نرم رکھی ہے مگر ایک سخت شرارت ہوئی ہے کہ لکھتا ہے یہ فتوے مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی کے پتہ سے ملتا ہے۔ حالانکہ مولوی عبدالباری کی تقریر کو ایک اخبار یوں بیان کرتا ہے:۔

"مولانا عبدالباری صاحب نے گورنمنٹ کی کارروائی پر سخت نکتہ چینی کرکے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے۔ کہ مذہبی معاملات میں اپنی جان کی کچھ پرواہ نہ کریں۔"

چونکہ اس سے سخت غلط فہمی پھیلنے کا اندیشہ ہے اس لئے ہم نے اس کا جواب لکھا ہے۔ آپ پڑھ لیں اگر اجازت ہو تو جواب دیا جائے۔

محمود احمد"

اس خط پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا:۔

"خوب ہے الفضل میں درج کردیں۔

نورالدین"

—— (۶) ——

"بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم۔ اصل مضمون عبدالحکیم کے متعلق تو ختم ہے کچھ تھوڑا سا اور ہوگا۔ ثناء اللہ کے متعلق پھر دکھاؤں گا۔ آپ دیکھ لیں تو لکھنا شروع کردیا جائے۔ والسلام

مضمون لکھنے سے پہلے میرا ارادہ تھا کہ آپ کی نظر سے گزر جائے مگر اس لئے کہ اب مضمون تھا خیال کیا کہ آپ کے وقت میں حرج نہ ہو۔ اب آپ کے ارشاد کے مطابق ارسال کرتا ہوں۔ انجمن تشحیذ الاذہان کا ارادہ ہے کہ اس کو رسالہ میں عمدہ چھپوا کر اور رسالۃ الوصیت لگا کر رسالہ سے الگ بھی شائع کیا جائے اور مخالفین میں مفت بھی تقسیم ہو آگے جو حضور کا ارشاد ہو۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد"

اس خط پر حضور نے تحریر فرمایا:۔

"السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ مجھے بہت پسند ہے۔ اگر عمدہ طور پر چھپتا ہو۔

نورالدین"

—— (۷) ——

سیدی السلام علیکم۔

ایک کارڈ اور ایک لفافہ بھیجتا ہوں۔ حضور اسے پڑھ کر واپس فرمائیں شیخ صاحب کا خیال ہے کہ ڈپٹی کمشنر کو یہ خط بھیج دیئے جائیں اور اسے مل کر یہ بھی درخواست کی جائے کہ وہ گوجرانوالہ کے شہر کے افسروں کو خاص طور پر اطلاع دیں کہ وہ احمدیوں کی طرف خاص توجہ رکھیں ایسا نہ ہو کہ ان کو کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے۔

محمود احمد"

اس پر خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا:۔

"بہت ہی بہتر ہے۔

نورالدین"

—— (۸) ——

نوٹ:۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک رؤیا بھی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحریر کیا تھا۔ جو درج ذیل ہے:۔

سیدنا و اماما

السلام علیکم۔ آج میں نے ایک خواب دیکھی ہے واللہ اعلم کیا مطلب ہے۔

"میں نے دیکھا کہ میں رو رہا ہوں اور گرم گرم آنسو جلدی جلدی میری آنکھوں سے گر رہے ہیں۔ اتنے میں لیٹ گیا ہوں۔ میرے سر کے نیچے تکیہ ہے۔ چت لیٹا ہوا ہوں اتنے میں ایک شخص آیا کہ میں تم کو انسان کی ترقیات کے مدارج بتاتا ہوں اس نے مجھ کو بتایا کہ انسان کی ترقی کے ساتھ درجہ ہیں اور ہر ایک درجہ کا وہ مجھے نام بتاتا جاتا ہے اور بتاتا ہے کہ اول یہ درجہ ہے۔ پھر جب انسان اس درجہ کو حاصل کر لیتا ہے تو پھر فلاں درجہ میں۔ اسی طرح اس نے سب درجہ مجھے بتائے ہیں اور پھر یہ بھی بتایا ہے کہ جب انسان فلاں درجہ حاصل کر لیتا ہے تو شیطان کے اس قسم کے حملوں سے وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور پھر شیطان فلاں فلاں طریق سے اس پر حملہ کرتا ہے اور جب اگلا درجہ حاصل کر لیتا ہے تو ان حملوں سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور نئے رنگ کے حملے اس پر شروع ہوتے ہیں۔ اور ہر درجہ کی ترقی پر شیطان بعض حملوں سے روک دیا جاتا ہے۔ پھر اس نے بتایا کہ شیطان پاؤں کی طرف سے چڑھنا شروع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ سینہ پر چڑھ جاتا ہے۔ اور جب اس درجہ کو حاصل کرے تو پھر اسے نکال دیا جاتا ہے ایک دفعہ تو شیطان ایک بچہ کی شکل میں جس کا قد بتی کے برابر ہے جس نے میرے پاؤں پر سے چڑھنا شروع کیا اور ... ہوکر اتار رہا ہے۔ کہ یہ ہے کہ یوں حملہ کرتا ہے اور یوں نکال دیتے ہیں۔ وہ سب درجہ اور شیطان کے حملوں کے طریق تو مجھے یاد نہیں رہے ایک درجہ کا نام یاد رہ گیا ہے کہ "سر الاسرار" ہے۔ میں ہر ایک درجہ کی کیفیت سن کر کہتا جاتا ہوں واہ ربّا۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی

خاکسار

محمود احمد"

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے

مختلف جماعتوں میں دعاؤں اور صدقات کی تحریک

جماعت احمدیہ کرڈاپلی اڑیسہ کی ضمیمہ اخبار بدر کے ذریعہ محبوب امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گھوڑے سے گرنے کی تشویشناک اطلاع پڑھ کر دلی افسوس ہوا۔ فکر انگیز خبر سنتے ہی محترم مولوی سید فضل عمر صاحب مبلغ سلسلہ کی تحریک پر احباب جماعت کرڈاپلی نے بعد نماز مغرب بصورت جلسہ اجتماعی دعا کا اعلان فرمایا۔ حسب ارشاد اجتماعی دعا کے بعد آج مورخہ ۳ تبلیغ کو ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا گیا۔ کچھ نقدی بھی بطور صدقہ تقسیم کی گئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جاری دعاؤں کو قبول فرمائے اور ہمارے پیارے اور محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ عاجلہ کے ساتھ دراز عمر عطا فرمادے۔ نیز ہمیں حضور کے بابرکت دور خلافت میں ہی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی فتوحات کا دن دکھادے۔ آمین

خاکسار محمد صدیق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کرڈاپلی (اڑیسہ)

جماعت احمدیہ شاہجہانپور کی اس ہفتہ کے بدر سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چوٹ لگ جانے کی تشویشناک اطلاع پاکر جماعت کے ہر فرد کو حضور کی تکلیف کا احساس ہوکر بے حد صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کو جلد از جلد صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم جملہ ممبران احمدی اینڈ کو بہادر گنج شاہجہانپور نے حضور اقدس کی صحت کے لئے اجتماعی دعا کی اور صدقہ کی تحریک کی مبلغ ۲۷/- روپے سب خورد و کلاں نے جمع کئے۔ ایک بکرا صدقہ کیا گیا۔ غرباء میں نقد رقم اور آٹا تقسیم کیا گیا۔ نیز ایک مستحق غریب کو پارچات دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر قربانی اور دعاؤں کو قبول کرے اور حضور اقدس کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر دے۔ آمین۔

خاکسار ڈاکٹر محمد عابد قریشی شاہجہانپور

جماعت احمدیہ پنکال کی جماعت احمدیہ پنکال کے احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی گھوڑے سے گرنے کی اطلاع پاکر بے چین ہوگئے۔ انصار اور خدام نیز لجنہ نے اپنے آقا کی صحت کاملہ کے لئے اجتماعی دعا کی۔ مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب مبلغ سلسلہ کی موجودگی میں دو بکرے بطور صدقہ دیئے گئے۔ دعا ہے کہ شافی مطلق خدا ہماری ان ناچیز دعاؤں اور صدقات کو قبول فرما کر ہمارے آقا کو جلد از جلد صحت کاملہ عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔ (خاکسار فرقان علی احمدی پنکال اڑیسہ)

(بقیہ صفحہ ۱۲)

بغرض اصلاح و ہدایت نہ تھی۔ بلکہ محض ایک دکھاوا اور خشک جمع خرچ تک ہی موقوف تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو بشارت پسر موعود کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملی تھی اس کا لفظ لفظ پورا ہوتے ایک عالم نے دیکھا آپ کے ہاتھوں سے عظیم الشان کام سرانجام پائے قدم قدم پر نصرت الٰہی اپنی پر شان جلال ہوکر جلوہ گر نظر آئی۔ آپ کی تفسیریں۔ درس قرآن۔ تحریریں اور تقریریں آپ کے خطبات ہی ایک ایسا بیش بہا ذخیرہ ہے جس کے ہوتے ہوئے مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں رہتی جبکہ آپ کی قوت عمل، قوت فیصلہ، عزم راسخ جماعت کی ہر موقع پر رہنمائی، دنیا کے ہر گوشہ میں اسلامی مشنوں کا قیام، غرض ہر بات کو دیکھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس وجود میں خدا تعالیٰ نے ایک خاص روح پھونک دی تھی اور اس کا فضل اور رحم نازل ہوتا تھا جس کے ساتھ کارزار رہا وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق

چند ٹھوس اور ناقابلِ تردید حقائق کی روشنی میں

(از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی ڈسٹرکٹ ریکارڈ کیپر ڈی سی آفس ڈوڈہ کشمیر)

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ اپنی بے پایاں برکات کے لحاظ سے درحقیقت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی زمانہ تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ وعدے جو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ سے غلبۂ اسلام کے متعلق کئے تھے۔ اُن کو پورا کرنے کے لئے آپؑ کی ہی ذریت اور آپؑ کی ہی نسل سے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھڑا کیا۔ اور آپؑ کے بابرکت زمانہ کے متعلق حضرت اقدس علیہ السلام کو نہایت تفصیل کے ساتھ خبر دیتے ہوئے بتایا کہ یہ عظیم الشان لڑکا، مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ آپ کے مبارک زمانہ کے متعلق نہ صرف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشارت دی گئیں۔ بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیائے امتِ محمدیہ کو بھی خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ مختلف رنگوں میں یہ خبریں ہمارے زمانہ تک پہنچیں۔ اور ہم نے ان سب کو حضرت مصلح موعودؓ کے عہدِ مبارک میں پورا ہوتے دیکھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ان پیش خبریوں اور پیشگوئیوں کے مطابق جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمانہ آیا اور اس موعود فرزند کے ظہور کا وقت بھی قریب آ پہنچا۔ تو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ پر اس پیشگوئی کی مزید تفصیل ظاہر فرمائی۔ چنانچہ دعویٰ ماموریت کے چوتھے سال مؤرخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو پیدائش مصلح موعود کی بڑی عظیم الشان خبر دی گئی اور پسرِ موعودؓ کی پوری زندگی اور اسکے عہدِ خلافت کی تاریخ کا نہایت جامع و مانع نقشہ کھینچ دیا گیا۔

پیشگوئی کے بارے میں دو مزید انکشافات

اس پیشگوئی کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دو مزید انکشافات ہوئے۔

اوّل یہ کہ ایسا موعود فرزند نو برس کے اندر ضرور پیدا ہوگا جیسا کہ حضور نے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء سے ظاہر ہے کہ

"اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء..... میں ایک پیشگوئی دربارہ تولد ایک فرزند صالح ہے جو بصفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا..... ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔"

(بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۳۸ طبع دوم)

دوم۔ حضرت مسیح موعودؑ نے سبز اشتہار میں تحریر فرمایا کہ:-

"بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی (بشیر اوّل ناقل) کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ "اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا" پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔"

(سبز اشتہار صفحہ ۲۱ حاشیہ)

ان تعزیتی کلمات کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سبز اشتہار ہی میں یہ پُرشوکت اعلان بھی فرمایا کہ

"الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے۔ دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا۔ اور فوت بھی ہو گیا۔ اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔"

پسرِ موعودؓ کا بابرکت ظہور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و صلحائے اُمت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان پاک بشارتوں اور پیشگوئیوں کے مطابق حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ کو بروز ہفتہ بوقت ۱۰ بجے شب الدار میں پیدا ہوئے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس مبارک ولادت کے ساتھ ہی "تکمیل تبلیغ" کا اشتہار شائع فرمایا۔ جس میں پہلی مرتبہ دس شرائط بیعت تحریر کرکے بیعت کی دعوتِ عام دی۔ اور اسی اشتہار میں حضورؑ نے اس مبارک مولود کی بشارت بھی دی اور تحریر فرمایا کہ:-

"خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ فرمایا تھا کہ بشیر اوّل کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ ہجری روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کو نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے۔ اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی.....

مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا......مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا:-

اے فخرِ رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدۂ زِ راہِ دور آمدۂ

پس اگر حضرت باری کا منشاء ہے کہ الفاظ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاول بشیر الدین محمود رکھا گیا ہے۔ ظہور میں آئی۔ تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود لڑکا ہو۔ ورنہ وہ بفضلہ تعالیٰ دوسرے وقت پر آئے گا۔"

(اشتہار تکمیل تبلیغ مشمولہ تبلیغ رسالت حصہ اول صفحہ ۱۴۷ تا صفحہ ۱۴۹ حاشیہ)

کامل انکشاف کے بعد کی اطلاع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس وعدہ کے مطابق کہ "کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی" بعد میں شائع ہونے والی متعدد تصانیف مثلاً سراج منیر، سر الخلافۃ، ضمیمہ انجام آتھم، تریاق القلوب؛ اور حقیقۃ الوحی میں پُرزور طریق سے دنیا بھر کو یہ اطلاع دی کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو وہ موعود فرزند جسے وعدۂ الٰہی کے مطابق نو سالہ میعاد کے اندر بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہونا تھا۔ اور جس کو اشتہار میں بشیر ثانی اور محمود اور مصلح موعود کے الہامی ناموں سے یاد کیا گیا تھا پیدا ہو چکا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی حرف بحرف صحیح نکلی ہے۔

بزرگانِ سلسلہ کا مسلک

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان فیصلہ کن ارشادات کی وجہ سے سلسلہ احمدیہ کے متعدد بزرگ شروع ہی سے حضرت سیدنا محمودؓ کو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق یقین کرتے تھے چنانچہ حضرت محمد احسن صاحب امروہی نے سالانہ جلسہ ۱۹۱۰ء کے موقعہ پر اپنی تقریر کے دوران واضح لفظوں میں اعلان کیا کہ:-

"ایک یہ بھی الہام تھا کہ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَاءِ اور حواشی حدیث کی پیشگوئی کے مطابق تھی جو مسیح موعود کے بارے میں یَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ یعنی آپ کے ہاں ولد صالح عظیم الشان پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجود ہیں۔"

(ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء)

اسی طرح حضرت حاجی الحرمین مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس عقیدہ و مسلک کا برملا اظہار فرمایا کہ پسر موعود حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہی ہیں۔

غرضیکہ نہ صرف حضرت مسیح موعودؑ نے صاف اور واضح الفاظ میں حضرت خلیفۃ المسیح

الثانی کو مصلح موعود قرار دیا ہے۔ بلکہ بزرگان سلسلہ کا بھی اعتقاد تھا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں مگر افسوس کہ جو لوگ پہلے ہی سیاہ عینک پہنے ہوئے تھے انہیں آفتاب بھی سیاہ ہی نظر آرہا تھا۔ یہ اکثر معترضین کی صف میں کھڑے ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معانی اور صریح ارشادات میں رخنہ اندازی پیدا کرنے میں مصروف ہو گئے۔

غیر مبائعین کا مطالبہ اور اعتراضات

قیام خلافت ثانیہ کی ابتدا میں ہی غیر مبائع اصحاب نے اس رویہ کا اظہار کیا کہ اگر صاحبزادہ صاحب الہامی دعویٰ اور حلفیہ بیان دے دیں تو وہ بلا تامل آپ کو مصلح موعود مان لیں گے۔ چنانچہ اخبار "پیغام صلح" نے لکھا:۔

"ہمیں حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کے موعود لڑکا ماننے میں کوئی بھی عذر نہیں اور نہ ہمیں مسیح موعود کے لڑکوں میں سے کسی لڑکے کی جانشینی کا کوئی سوال ہے۔ صرف اس موعود لڑکے کے متعلق حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں یہ علامت بتائی کہ وہ قرب اور وحی کے ساتھ مخصوص کیا جائے گا۔ سو وحی کے ساتھ مخصوص کیا جائے گا سو وحی اور مامور ہونے کا ہمیں انتظار ہے کسی بات سے انکار نہیں"

(بحوالہ الفضل ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء)

علاوہ اسکے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے اپنے رسالہ "اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب" میں حلفیہ بیان کا مطالبہ کرتے ہوئے تحریر کیا کہ

"آخری التماس حضرت میاں صاحب کی خدمت میں یہ بھی کرنا ہوگا.... اگر وہ الہاماً مامور ہیں تو بردئے حلف.... اعلان کریں کہ میں الہاماً کھڑا کیا گیا اور میں وہی ہوں جس کا وصیت میں ذکر ہے اور مجھے الہاماً اطلاع دی گئی ہے کہ قدرت ثانی کا میں مظہر ہوں۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ کون چاہتا ہے کہ وہ دن قریب نہ آویں کم از کم میں اپنے متعلق فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس حلف کے بعد مجھ پر حرام ہوگا کہ میں حضرت میاں صاحب کے معتقدات کے خلاف کچھ لکھوں..... میں قبول کر لوں گا یاد رہے کہ خدا کی لگ جاؤں گا۔ بہرحال میں زیر حکم ہو جاؤں گا... اگر وہ مصلح موعود ہیں۔ تو پھر وہ حلفاً بیان کریں کہ آیا الہاماً ان کو اطلاع ملی کہ وہ وہی فرزند ہیں جس کا اشارہ سبز اشتہار میں ہے۔ اگر وہ الہاماً نہیں تو پھر اپنے مریدوں کو روکیں کیونکہ وہ آپ کو مصلح موعود اور پسر موعود بتا رہے ہیں یہ خاموشی نہایت خطرناک ہے آپ کے مبائعین میں سے ایک نے مصلح موعود آپ کو بنایا اور ایک رسالہ میں لکھا ہے۔"

(اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب صفحہ ۲۳ دسمبر ۱۹۱۴ء ناشر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا موقف

اس مطالبہ کے جواب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے یہ موقف اختیار فرمایا کہ میں مصلح ہونے کا دعوے نہیں کرتا نہ دعویٰ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس کے متعلق حضور کی پہلی تحریر ۱۹۱۶ء میں معرض موجود میں آئی کہ "مصلح موعود کے لئے نہ تو دعویٰ وحی سے ضروری ہے اور نہ "بلا وحی کے..... اور ہو سکتا ہے کہ وہ دعویٰ بھی نہ کرے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی پیشگوئیاں امت کے بڑے بڑے آدمیوں کی نسبت فرمائیں جن نے ان کے مستحق ہونے کا دعویٰ بھی نہ کیا۔ ہاں لوگوں نے سمجھ کر ان پر چسپاں کیں۔ مثلاً ہو رہی فاتح قسطنطنیہ کی نسبت پیشگوئی موجود ہے اس کا دعویٰ ثابت نہیں۔ اور بھی ہیں۔ پس میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ اگر میں ہوں تو الحمد للہ دعویٰ سے فائدہ نہیں۔ اگر میں نہیں تو اس امتیاز سے میں ایک غلطی سے محفوظ ہو گیا بعض لوگ مجھے وہ موعود سمجھتے ہیں میں ان کو نہیں روکتا۔ ہر ایک شخص کا اپنا خیال و تحقیق ہے اور خلاف شریعت نہیں۔"

(الفضل ۲ فروری ۱۹۱۶ء)

پھر اسی موقف کی وسط جون ۱۹۲۷ء کی دوسری تحریر ہے جبکہ راولپنڈی میں غیر مبائعین سے ایک تحریری مناظرہ طے پایا تھا جس میں ایک موضوع "مصلح موعود" بھی مقرر تھا اور مرکز کی طرف سے محترم مولینا ابوالعطاء صاحب مناظر قرار پائے تھے۔ آپ جب قادیان سے روانہ ہونے لگے تو خیال گزرا کہ اگر غیر مبائعین نے یہ کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض تو دعویٰ نہیں کرتے اور آپ لوگ اپنی طرف سے انہیں مصلح موعود کہے جاتے ہیں تو کیا جواب ہوگا؟ مکرم مولانا ابو العطاء صاحب نے اسے بغرض حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور پیش کیا۔ اس پر حضور رض نے اپنے قلم مبارک سے حسب ذیل تحریر لکھ دی

"مکرمی مولوی ابو العطاء صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اول میرے نزدیک مصلح موعود بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودہ اولاد میں سے ایک لڑکا ہے نہ کہ آئندہ زمانہ میں آنے والا کوئی فرد۔ دوم میرے نزدیک جس حد تک میں نے اس پیشگوئی کا مطالعہ کیا ہے اس کی نوے فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کے کاموں سے مطابق ہیں۔

سوم چونکہ میں اس پیشگوئی کے موعود کے لئے دعویٰ کی شرط قرار نہیں دیتا۔ اس لئے میرے نزدیک میرے لئے دعویٰ کی ضرورت نہیں ہے ہاں میں سمجھتا ہوں کہ اس پیشگوئی کی جو غرض ہے وہ بڑی حد تک خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے پوری کر دی ہے لیکن میں اس میں تعجب کی بات نہیں دیکھتا اگر میرے بھائیوں میں سے کسی دوسرے کے ذریعہ سے بھی اسی قسم کے کام یا ان میں سے بڑھ کر کام خدا تعالیٰ کروائے۔"

خاکسار
مرزا محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی ۱۸/۶/۲۷

پھر اسی موقف کے طور پر حضور کی تیسری تحریر ۱۹۴۰ء میں ظہور میں آئی۔ جبکہ حضور نے خطبہ جمعہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ:۔

"لوگوں نے کوشش بھی کی ہے کہ مجھ سے دعویٰ کرائیں کہ میں مصلح موعود ہوں۔ مگر میں نے کبھی اس کی ضرورت نہیں سمجھی مخالف کہتے ہیں۔ آپ کو مصلح موعود کہتے ہیں۔ مگر آپ خود دعویٰ نہیں کرتے مگر میں کہتا ہوں کہ مجھے دعویٰ کی ضرورت کیا ہے؟ اگر میں مصلح موعود ہوں تو میرے دعویٰ نہ کرنے سے میری پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔ جب میرا عقیدہ یہ ہے کہ جو پیشگوئی غیر مامور کے متعلق ہو اس کے لئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں ہوتا تو پھر دعوے کی مجھے کیا ضرورت؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجدد کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کیا ضروری ہے کہ وہ دعویٰ کرے...... امت مسلمہ میں مجددین کی جو فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دکھانے کے بعد شائع ہوئی ہے۔ ان میں سے کتنے ہیں جنہوں نے دعویٰ کیا ہو؟ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے تو اورنگ زیب بھی اپنے زمانہ کا مجدد نظر آتا ہے مگر کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا؟ عمر بن عبد العزیز کو مجدد کہا جاتا ہے کیا ان کا کوئی دعویٰ ہے؟ پس غیر مامور کے لئے دعویٰ ضروری نہیں دعویٰ صرف ماموریت کے متعلق پیشگوئیوں میں ضروری ہے۔ غیر مامور کے صرف کام کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر کام پورا ہوتا نظر آ جائے تو پھر اسکے دعویٰ کی کیا ضرورت ہے اس صورت میں تو وہ انکار بھی کرتا جائے تو ہم کہیں گے کہ وہی اس پیشگوئی کا مصداق ہے..... پس میری طرف سے مصلح موعود ہونے کے دعویٰ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

(الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء)

خدا تعالےٰ کی طرف سے انکشاف

الغرض حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت کے ابتدائی اٹھائیس انتیس برس تک مسلسل اور متواتر اسی موقف پر قائم رہے اس عرصہ میں بڑے بڑے انقلابات آئے اور پیشگوئی مصلح موعود سے متعلق ایک ایک کر کے قریباً سب علامات آپ کے وجود مبارک میں نہایت خارق عادت طریق سے پوری ہو گئیں۔ خدا تعالیٰ کی اس فعلی شہادت کے مدنظر اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض نے علیٰ وجہ البصیرت اپنی اس رائے کا ۱۹۳۶ء میں بھی اظہار فرما دیا کہ:۔

"سبز اشتہار میں جو مصلح موعود کی پیشگوئی ہے اس میں مجھے کوئی شبہ نہیں کہ وہ میرے ہی متعلق ہے۔"

(الفضل ۲۷ فروری ۱۹۳۶ء)

بایں ہمہ مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ آپ کی عمر مبارک پچپن سال کے لگ بھگ پہنچ گئی اور خدا تعالےٰ کے انوار و برکات کے اظہار کا سال ۱۹۴۴ء شروع ہو گیا۔

واقعات شاہد ہیں کہ حضرت امیر المومنین کا جسم مبارک مسلسل بیماریوں اور دماغی محنتوں کی وجہ سے نڈھال ہو چکا تھا اور صحت روز بروز گرتی جا رہی تھی اسی حالت میں محترمہ سیدہ ام طاہر رض کی تشویشناک حالت کے باعث لاہور تشریف لے گئے۔ جہاں سیدہ موصوفہ لیڈی ولنگڈن ہسپتال میں داخل تھیں۔ اس سفر میں حضور رض کا قیام مکرم شیخ بشیر احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ کی کوٹھی واقع ۱۳ ٹمپل روڈ میں تھا۔ خدا تعالےٰ نے آپ کے قیام لاہور کے دوران ۵-۶ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب کو ایک عظیم الشان رؤیا کے ذریعہ آپ پر

یہ انکشاف فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو جس موعود لڑکے کی پیدائش کا اعلان ہوشیار پور کی سرزمین میں فرمایا تھا اُس پیشگوئی کے مصداق آپ ہی ہیں۔

عجیب مشابہتیں اس میں عجیب بات یہ بھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سفر ہوشیار پور کے دوران مصلح موعود کے متعلق الہامات ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضہ کو بھی یہ کشف سفر میں ہی ہوا۔ بلکہ مزید تحقیقات کی روشنی میں یہ بھی علم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کے بالاخانہ میں ٹھہرے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضہ شیخ بشیر احمد صاحب کے جس مکان میں قیام فرما تھے وہ شیخ مہر علی صاحب ہوشیار پوری کی برادری ہی کے ایک فرد شیخ نیاز محمد صاحب مرحوم بلیڈر کا تھا۔

پُرشوکت دعوےٰ مصلح موعود خدائے ذوالعرش والمجد نے اس انکشاف کے بعد حضور انور مورخہ ۲۷ ماہ جنوری قادیان تشریف لائے اور اگلے روز ۲۸ ماہ جنوری کو مسجد اقصیٰ قادیان کے منبر پر رونق افروز ہو کر ایک مفصل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جس میں پہلے تو اپنی تازہ رؤیا بالتفصیل بیان فرمائی اور پھر یہ پُرشوکت اعلان فرمایا کہ "میں مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں"۔ (ملاحظہ ہو الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء ملخصاً)

چنانچہ حضور کی زبان مبارک سے یہ اعلان سنکر خطبہ میں موجود سب احمدیوں کے دل نہایت درجہ خوشی، مسرت اور شادمانی سے بھر گئے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے انہیں مصلح موعود کا مبارک دور دیکھنے کی سعادت عطا فرمائی ہے اور انہوں نے نماز جمعہ کے بعد ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ اگلے روز قادیان میں نہایت تزک واحتشام سے جشن مسرت وشادمانی منایا گیا۔ بیرونی جماعتوں نے اطلاع ملنے پر مبارکبادی کے خطوط اور تاریں بھیجیں۔ پھر یکے بعد دیگرے ہوشیار پور۔ لاہور۔ لدھیانہ اور دہلی میں اس پُرشوکت دعوےٰ مصلح موعود کے اعلان پر عظیم الشان جلسے ہوئے۔ جس میں حضور پُرنور نے بنفس نفیس شمولیت فرما کر ہزارہا لوگوں کے مجموں میں اپنے اس دعویٰ کو بار بار دُہرا کر بالتفصیل اُن تمام علامات کو اپنے اوپر چسپاں کیا۔ جن کا حضرت مسیح موعود کی مصلح موعود والی پیشگوئیوں میں ذکر تھا۔

بیان حضور پُرنور نے لاہور کے جلسے میں اپنی اپُرجوش تقریر کے آخر میں اہل لاہور کو مخاطب کر کے خدائے واحد کی قسم کھا کر پُرشوکت الفاظ میں اعلان فرمایا کہ:۔

"آج میں اس جلسہ میں اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔"

(الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۴۴ء)

مولوی محمد علی صاحب مرحوم اور ان کے بعض دوسرے رُفقاء کا ناروا طرزِ عمل

مصلح موعود کا اس جدید شان وشوکت کے ساتھ پورا ہونا مومنوں کے لئے انتہائی مسرت وشادمانی کا موقعہ تھا۔ یقیناً یہ ایک روحانی عید تھی۔ جو مومنوں نے مسرت وشادمانی سے منائی۔ اور کیوں نہ مناتے جبکہ مومن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی تعمیل واجب تھی کہ

"اے وے لوگو جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔"

(اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

یہی نہیں خود اللہ تعالےٰ نے اپنے مسیح پاک کو الہام فرمایا

"ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت"

(بدر ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

یعنی اے ساقیا عید کا آنا تمہیں مبارک ہو۔

لیکن افسوس، صد افسوس۔ مولوی محمد علی صاحب مرحوم امیر غیر مبائعین کو "نشانِ رحمت" کا ایمان افزا اعلان کچھ موافق نہ آیا۔ اور انہوں نے اسے "بے موسم کی عید" قرار دیتے ہوئے کہا:۔

"ان ایام میں قادیان میں بے موسم کی عید آگئی ہے۔ تاریں چل رہی ہیں مبارک بادیں دی جا رہی ہیں سکول اور دفاتر بند ہو رہے ہیں اور جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔ اگر کوئی مصلح موعود ہو بھی گیا تو یہ خوشی اور تاروں کا کونسا موقعہ ہے۔" (پیغام صلح ۹ فروری ۱۹۴۴ء)

پھر لکھا:۔

"حدیث میں وعدہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا اس کے علاوہ سب چیزوں کو فضول سمجھو۔ اور صدی کے سر کا انتظار کرو، شاید اللہ تعالےٰ ان کو کھڑا کر دے ابھی بڑا وقت باقی ہے چالیس سال باقی ہیں۔"

(پیغام صلح ۹ فروری ۱۹۴۵ء)

"فضول سمجھو" والا نعرہ بھی پیغامیوں کے لئے ایک معمہ بن گیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے حضرت مصلح موعود رضہ کا انکار اس لئے کیا کہ آپ کا دعویٰ صدی کے سر پر نہیں مگر اللہ کے اُن کے رفقاء نے اُن کی وفات کے بعد خود انہی کو احمدیت کا پہلا مجدد قرار دے لیا۔ چنانچہ شیخ میاں محمد صاحب نے لکھا:

"میرا ایمان ہے کہ جس طرح اسلامی دور میں فتنوں کو دور کرنے کے لئے ہر صدی میں مجدد آتے رہے اسی طرح احمدیت کے دور میں پیدا ہونے والے فتنوں کو دور کرنے کے لئے سب سے پہلے مجدد حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم ومغفور تھے۔"

(پیغام صلح ۲۶ دسمبر ۱۹۵۱ء)

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ مولوی محمد علی صاحب سے قبل ازیں یہ سوال کیا گیا تھا کہ آیا گذشتہ مجددین کی طرح اس صدی کے آخر پر سلسلہ کا انجام بھی ہوگا؟ مولوی محمد علی صاحب نے جواب دیا کہ

"آنحضرت صلعم کے بعد جو مجددین کا سلسلہ چلتا ہے وہی قیامت تک چلے گا۔ مگر چونکہ اس صدی کے مجدد کا کام محض وقتی تجدید نہیں بلکہ اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کی بنیاد اس کے ظہور کے ساتھ رکھی گئی ہے اور یہ غلبہ قیامت تک ہوتا چلا جائے گا اور ہمیشہ رہے گا۔ اس لئے اس سلسلہ کا انجام بھی کوئی نہیں۔ لیکن ہر مجدد اپنے وقت کا امام ہوگا اور غلبہ اسلام کی جن راہوں پر چلائے انہی پر چلنا ہوگا۔ خواہ وہ وہی ہوں جن پر اس صدی کے مجدد نے چلنے کے لئے بلایا ہے اور خواہ کوئی اور ہو۔"

(پیغام صلح ۲۱ جنوری ۱۹۴۳ء)

بہر حال قطع نظر کسی ضمنی اعتراض کے مولوی محمد علی صاحب مرحوم کا یہ موقف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں کہاں تک حق بجانب قرار دیا جا سکتا تھا اس کا قطعی فیصلہ کرنے کے لئے صرف اتنا بتا دینا کافی ہوگا کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں مصلح موعود کو سیدنا مسیح پاک کی نسلی اولاد میں سے اور بشیر اوّل کے بعد بلا توقف پیدا ہونے والا فرزند قرار دیا گیا تھا نہ کہ آئندہ کسی اور صدی کے سر پر ظاہر ہونے والا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ کی یہ وضاحت بھی موجود تھی کہ

"یہ امام جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی۔"

(لیکچر سیالکوٹ ص۶)

پھر فرمایا کہ

"یہ بھی اہلسنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس اُمت کا مسیح موعود ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۹۳ طبع اوّل)

مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے دعویٰ مصلح موعود کا مذاق اُڑاتے ہوئے اور بھی بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے جس کو درج کرنا بعض کنا موجب طوالت ہے۔ مگر مجدد بننے کے متعلق کی واقفیت کے لئے اس امر کا اظہار مناسب ہے کہ ۶ اپریل ۱۹۴۷ء کا واقعہ ہے کہ ایک دوست نے حضرت مصلح موعود رضہ سے مختلف سوالات کئے جن میں ایک یہ سوال بھی تھا کہ "کیا خلیفہ راشد کی موجودگی میں کوئی الگ مجدد بھی آسکتا ہے؟ اس استفسار کے جواب میں سیدنا المصلح الموعود رضہ نے ارشاد فرمایا کہ:

"خلیفہ تو مجدد سے بڑا ہوتا ہے۔ ... اُس کا کام ہی احکام شریعت کو نافذ کرنا اور دین کو قائم کرنا ہوتا ہے۔ پھر اس کی موجودگی میں مجدد کس طرح آسکتا ہے؟ مجدد تو اس وقت آیا کرتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔"

(الفضل ۸ اپریل ۱۹۴۷ء)

سو الحمد للہ کہ موجودہ وقت میں بھی سلسلہ احمدیہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے خلافت راشدہ اپنی پوری شان کے ساتھ قائم ودائم ہے جس کی قیادت میں مجددوں سے بڑھ کر خدمتِ دین کا کام انجام پذیر ہو رہا ہے۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ اہل پیغام تجاہلِ عارفانہ کے ایسے دلدادہ ہو چکے ہیں کہ جان بوجھ کر حقیقت پر پردہ ڈالنے کی مساعی میں ایسے معروف ہیں کہ انہیں حق گوئی کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا۔ ہمیں ان کے ۱۹۱۴ء کے اُس مطالبہ کا احساس تھا جس میں ان لوگوں نے مصلح موعود کے دعویٰ کا حلف اُٹھانے کا مطالبہ کر کے وعدہ کیا تھا کہ "اس حلف کے بعد مجھ پر حرام ہوگا کہ میں حضرت میاں صاحب کے عقائد کے خلاف کچھ لکھوں یا ... قبول کروں گا یا میں دُعا میں لگ جاؤں گا"۔ بہر حال میں خاموش ہو جاؤں گا۔ اسی طرح پیغام صلح نے بھی مصلح موعود کے متعلق قرب دوحی کے ساتھ مخصوص ہونے کی علامت ظاہر کر کے لکھا تھا کہ "سو وحی اور الہام ہونے کا ہمیں انتظار ہے"۔ مگر جب خدا تعالےٰ نے خاص فضل وکرم سے اور اُس کی خاص عنایت وشفقت سے سیدنا حضرت مصلح موعود رضہ پر اس کا پورا انکشاف ہوا۔ اور یوں غیر مبائعین کی آرزو ... کے مطابق خدا تعالےٰ نے مصلح موعود کی زبانِ داستان سے وہ سب کچھ اعلان کر دیا جس کے لئے وہ چشم براہ تھے حتیٰ کہ اس کی صداقت پر حضور نے حلف بھی اُٹھایا مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان اکابر غیر مبائعین کی یہ آرزو

(باقی صفحہ ۹ پر)

ذُرّیتِ مبشّرہ ۔ اور ۔ مقامِ محمود رضؓ

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

اولادِ مبشرہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جب کبھی کسی مامور و مرسل اور ولی کو ذریت و اولاد کی بشارت دیتا ہے۔ تو اس کے نتیجہ میں ہمیشہ خداپرست صالح اور نیک بخت اولاد پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اولاد کی بشارت دی۔ تو اُس کے نتیجہ میں حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق علیہما السلام جیسے جلیل القدر۔ پاکباز اور نبی فرزند پیدا ہوئے۔ اگر حضرت زکریا علیہ السلام کو اولاد کی بشارت دی۔ تو حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسے عفت شعار فرزند اور نبی پیدا ہوئے۔ اور حضرت مریم علیہا السلام کو اگر اولاد کی بشارت دی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے پاکباز نبی پیدا ہوئے۔ کیونکہ عقل انسانی اس امر کا تقاضا کرتی ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بندہ کو اولاد کی بشارتِ خصوصی دے۔ تو اس کے نتیجہ میں غیر معمولی اوصافِ حمیدہ اور فضائل حسنہ کی حامل اولاد پیدا ہو۔ تبھی وہ صحیح معنوں میں ذریتِ مبشرہ کہلا سکتی ہے۔ ورنہ اولاد تو ہر کافر و مومن کے ہاں پیدا ہوتی ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ اور ان میں نیک و بد بھی ہوتے ہیں۔ مگر آخر مبشر اولاد و غیر مبشر کی نسبت کچھ تو امتیاز ہونا چاہیئے۔ وہ امتیاز اُس مبشر اولاد کا نیکی و تقویٰ اور غیر معمولی صلاحیتیں اور روحانی طاقتیں ہوتی ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ اُس مبشر اولاد کو نواز کر اپنی ہستی کے ثبوت میں اُن کو ایک نشان بناتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں:۔

"اِنَّ اللّٰہَ لَا یُبَشِّرُ الْاَنْبِیَاءَ وَالْاَوْلِیَاءَ بِذُرِّیَّۃٍ اِلَّا اِذَا قَدَّرَ تَوْلِیْدَ الصَّالِحِیْنَ"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۷۸)

کہ اللہ تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو ہمیشہ اُسی اولاد کی بشارت دیتا ہے۔ جن کا صالح اور راستباز ہونا اُس نے پہلے ہی مقدر فرمایا ہوتا ہے

(۲)

مسیح موعود کی اولاد کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کی آمد ثانی کا ذکر فرماتے ہوئے یہ پیشگوئی فرمائی

"ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج و یولد لہ"

(مشکوٰۃ مجتبائی صفحہ ۴۸۰)

کہ عیسیٰ بن مریم زمین پر نازل ہوں گے اور شادی کریں گے اور اُن کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس حدیث نبویؐ کی تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمائی ہے۔

تَقَدَّمَ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ۔ فَفِیْ ھٰذَا اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ اللّٰہَ یُؤْتِیْہِ وَلَدًا یُشَابِہُ اَبَاہُ وَلَا یَاْبَاہُ وَیَکُوْنُ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۸)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی ہے کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس پیشگوئی میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو ایک خاص بیٹا نہایت پاکباز بیٹا دے گا۔ جو حسن و احسان میں اپنے باپ کا نظیر ہوگا۔ اور اس کے نقشِ قدم پر چلے گا۔ اور خدا کے مقرب بندوں میں سے ہوگا۔

نیز فرمایا:۔

"اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صالح اولاد کی بشارتیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضؓ سے اپنی شادی اور پھر اُن سے اپنی نسل اور اولاد کے بارہ میں خدا تعالیٰ کی بشارتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(الف) "سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اسلئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان (سادات خاندان کی ناقل) کی لڑکی میرے نکاح میں لادے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے۔ جو اُن نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے" (تریاق القلوب صفحہ ۶۵)

(ب) اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضؓ کے بطن مبارک سے پیدا ہونے والی اولاد کے بارہ میں پے در پے بشارتیں دیں۔ اور ان بچوں میں سے بعض حسب پیشگوئی کم عمری میں وفات پاگئے۔ اور پانچ لمبی عمر والے ہوئے۔

(۱) صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضؓ

(۲) صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضؓ

(۳) صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضؓ

(۴) صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اطال اللہ بقاءھا

(۵) صاحبزادی نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اطال اللہ بقاءھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان پانچ بچوں کے بارہ میں خدا کے فضلوں اور بشارتوں کو یاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تُو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تُو نے بار ہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
میری اولاد سب تیری عطا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیدہ ہے
یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پس اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق یہ امر یقینی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ مامور ربانی اور مرسل یزدانی ہیں اور آپ کی سب اولاد بشارت ربانی سے پیدا ہوئی ہے۔ لہٰذا آپ کو الٰہی بشارات کے تحت ملنے والی یہ اولاد صالح اور راستباز ہوگی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ آپ کی اولاد پاکیزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اُس کے ساتھ ہے۔ اور اُس کے ذریعہ سے دنیا میں اشاعتِ اسلام کا شاندار کام ہو رہا ہے

(۴)

فرزندِ موعود یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی اولاد سے ایک فرزند موعود کی بشارت کا خاص طور پر ذکر فرماتے ہیں کہ:۔

(الف) "خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا۔ اور اُن کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی و ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۶)

(ب) اس فرزند موعود کی بشارت کا آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر فرمایا ہے جس سے اس فرزند موعود کی شان اور انجام بخیر کا علم ہوتا ہے۔ فرمایا:

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے ملے گا۔ ایک زکی غلام تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔۔۔۔۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرًا مقضیًا"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

مذکورہ بالا فرزند موعود کی پیشگوئی احمدیہ لٹریچر میں مصلح موعود کی پیشگوئی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے

(ج) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی پیشگوئی کی تشریح و توضیح میں [illegible] ۱۸۸۶ء کو ایک سبز اشتہار بھی شائع فرمایا۔ چنانچہ اس میں حضور فرماتے ہیں:۔

"دوسرا طریق انزالِ رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و آئمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا اُن کی اقتدار و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور اُن کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں

مشتہ ظہور میں آجائیں۔ ... دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارہ میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء۔"

(سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

(۵)

مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق سیدنا محمودؓ ہیں | فرزند موعود کی پیشگوئی کے

مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں ۱۲ر فروری ۱۸۸۹ء کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ پیدا ہوئے۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن کی پیدائش کی اطلاع اس اشتہار کے ذریعہ جس کا عنوان "تکمیل تبلیغ" تھا یوں شائع فرمائی۔

(۱) "خدائے عزّ وجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے سو آج ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ر جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے۔ جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔"

(اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ر فروری ۱۸۸۹ء)

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد مرتبہ اپنی مختلف کتابوں میں حسب وعدہ اطلاع دی کہ متذکرہ بالا پیشگوئی کے مصداق سیدنا محمود رضی اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ بس صرف دو حوالے درج کرتا ہوں۔

(ب) سراج منیر مئی ۱۸۹۷ء میں طبع ہوئی۔ اس کتاب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے ۱۵ر مارچ ۱۸۹۶ء کو اعلان فرمایا:۔

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے۔ جو اب تک موجود ہیں۔ اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا۔ اب نویں سال میں ہے۔" (سراج منیر صفحہ ۳۴)

(ج) "تریاق القلوب" میں ۲۰ر اگست ۱۸۹۹ء کو حضور علیہ السلام اس انکشاف کی پھر اطلاع فرماتے ہیں۔

"محمود میرا بڑا بیٹا ہے۔ اس کے پیدا ہونے کے بارہ میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی۔ اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل طور پر پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی فرقہ باقی نہ رہا۔ جو اس سے بے خبر ہو۔ تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ر جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کے بارہ میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے۔ جس کے عنوان پر "تکمیل تبلیغ" موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں اور اس کے صفحہ ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے۔

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

(تریاق القلوب صفحہ ۴۲)

ہمیں مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک بھی پسر موعود کی پیشگوئی کے مصداق سیدنا محمودؓ ہی تھے۔

(۶)

ذریت طیبہ اور سیدنا محمودؓ کی صفت اور پاکیزگی کے بارہ میں اکابرین پیغام کی شہادات

(ا) ۱۹۱۴ء میں جب کہ سیدنا محمودؓ خلیفہ ثانی منتخب ہو چکے تھے اور غیر مبائعین لٹ کر لاہور جا چکے تھے ذریت طیبہ کے حق میں اُن کا اپنا اخبار پیغام صلح لاہور اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں رقمطراز ہے۔

"اس میں کسی ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب خدا کے مامور اور برگزیدہ کے فرزند۔ صاحب علم۔ صاحب صفت۔ صالح اور نہایت نیک اطوار اور آئمۃ الہدیٰ ہونے کے ہر طرح قابل ہیں اور یہ سب فرزند بلاشبہ روحانی اور جسمانی دونوں معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعودؑ کی آل ہیں۔ اور انّ اللہ معک و مع اھلک کے الہام کے پورے مصداق ہیں۔"

(پیغام صلح ۱۹ر مارچ ۱۹۱۴ء)

۲۔ اسی لیڈنگ آرٹیکل میں اخبار پیغام صلح رقمطراز ہے:۔

"پیارے ناظرین! ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ ہم حضرت صاحبزادہ صاحب (سیدنا حضرت محمودؓ ناقل) کو اپنا ایک بزرگ اور امیر اور ملجا و ماویٰ سمجھتے ہیں۔ اور اُن کی پاکیزگی روح بلندیٔ فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہر اور سعادت جبلی کو مانتے ہیں اور دل سے اُن سے محبت کرتے ہیں واللہ علی ما نقول شہید۔ صرف اعتقادی فرق ہونے کی وجہ سے ہم اُن سے بیعت نہیں کر سکتے۔"

(پیغام صلح ۲۹ر مارچ ۱۹۱۴ء)

۳۔ سیدنا حضرت محمود رضی اللہ کی پاکیزگی اور نورانیت کے بارہ میں مولانا محمد علی صاحب مرحوم سابق امیر غیر مبائعین رسالہ تشحیذ الاذہان ۱۹۰۶ء کے پہلے نمبر کے "سیدنا محمودؓ" کے مضمون پر ریویو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"اس وقت صاحبزادہ صاحب کی عمر ۱۸-۱۹ سال کی ہے۔ اور تمام دنیا جانتی ہے کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور اُمنگیں کیا ہوتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں تو اس کی تعلیم کا شوق اور آرزو کا خیال ان کے دلوں میں ہوگا۔ مگر دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اوپر کے بے تکلف الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ایک خارق عادت بات ہے۔ .... ایک اٹھارہ برس کے نوجوان کے دل میں اس جوش اور ان اُمنگوں کا بھر جانا معمولی امر نہیں کیونکہ یہ زمانہ سب سے بڑھ کر کھیل کود کا زمانہ ہے۔ اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں۔ اس بات کا جواب دیں۔ کہ اگر یہ افتراء ہے تو سچا جوش اس بچے کے دل میں کہاں سے آیا ہے؟ جھوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر تو چاہیئے تھا۔ گندہ ہوتا نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی۔"

(ریویو آف ریلیجنز مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱۸)

۴۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرحوم کی شہادت کے بارہ میں مولوی محمد علی صاحب مرحوم لکھتے ہیں:۔

"اگر بالفرض کوئی مامور ہوتا۔ تو اُسکے الہام کے ذریعہ سے جو فیصلہ خدا تعالیٰ دے سکتا ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر وہ ترجیح وہ شہادت نہیں۔ جو حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کے قلم اور زبان نے ادا کر دی ہے۔"

(شناخت ماموریں صفحہ ۱۳-۱۴)

یہی مولانا سید محمد احسن صاحب مرحوم ۱۹۱۴ء کے جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"ان الہامات میں سے ایک الہام یہ بھی تھا کہ انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلا جو اس حدیث کی پیشگوئی کے مطابق تھا۔ جو مسیح موعود کے بارہ میں ہے کہ یتزوج ویولد لہ۔ یعنی آپ کے ہاں ولد صالح عظیم الشان پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجود ہیں۔ منجملہ ذریت طیبہ کے۔ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے جو خطبہ انہوں نے چند آیات قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا۔ اور سنایا ہے جس قدر معارف اور حقائق بیان کئے۔ وہ بے نظیر ہیں۔ اب کوئی شخص انہیں معمولی سمجھے اور کہے یہ کل کے بچے ہیں۔ ابھی ہمارے ہاتھوں میں پلے ہیں اور کھیلتے کودتے پھرتے ہیں۔ تو یاد رہے کہ یہ فرعونی خیالات ہیں۔ ایسا خیال کسی کے دل میں آئے تو استغفار پڑھے۔ کیونکہ فرعون کا انجام بُرا ہوا ہے۔"

(ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ر جنوری ۱۹۱۴ء)

(۷)

حرف آخر

متذکرہ بالا بیان سے یہ امر واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بشارتیں نہ صرف آپ کے الہامات میں پائی جاتی ہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اس بارہ میں پیشگوئی موجود ہے۔ اس ذریت طیبہ کی پاکیزگی و صفت کے بارہ میں اکابرین غیر مبائعین کے اپنے اقرار اور شہادتیں موجود ہیں۔ پھر بھی وہ لوگ جو آج اس سلسلہ اولاد اور ربانی

صفحہ [illegible] پر

خاموش ہوگیا ہے چمن بولتا ہوا

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی یاد میں چند آنسو

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی قائمقام ناظر بیت المال آمد قادیان

ہم نے بڑے بڑے شعلہ بیان مقررین کو دیکھا ہے جو فرقہ وارانہ موضوع پر تقریر کرتے ہوئے سامعین کے دلوں کو گرمانے کے لئے اپنے منہ سے الفاظ کی بجائے انگارے اگلتے ہیں اور اپنے پیروؤں کے قلوب میں اتنا جوش بھر دیتے ہیں کہ مخالف فرقہ کے خلاف ان کے سینوں میں نفرت و عداوت کے قلزم ٹھاٹھیں مارنے لگتے ہیں اور ان کے جذبات کی برانگیختگی تند رو آندھی کی شکل اختیار کر کے یوں قہر بداماں ہوتی ہے کہ سینکڑوں ہزاروں بے گناہ انسان اس کی زد میں آکر موت کی وادیوں میں گم ہو جاتے ہیں اور بے شمار بستیوں کے گلی کوچوں میں خون کی ندیاں بہہ جاتی ہیں

ہم نے سیاسی سٹیجوں پر چوٹی کے لیڈروں کو اپنی جادو بیانی کے بل پر اپنی پارٹی کے ارکان کو خوش آیند تصورات میں گم کر کے چاند ستاروں کی سیر کراتے بھی دیکھا ہے، ان کی زبانوں کو شر و فساد کی بنیادیں استوار کرتے بھی دیکھا ہے اور ان کے نطق کے بے پناہ سحر سے لاکھوں کے اجتماعوں کو مسحور ہوتے بھی دیکھا ہے۔

ہم نے سجادہ نشین قسم کے پیروں کو بھی ہزاروں ہزار کے مجمعوں میں ایک ہاتھ میں عصا اور دوسرے میں تسبیح تھامے بلند و بالا سٹیج پر کھڑے ہو کر، خدا اور رسول کا نام لے لے کر، اپنا گریباں چاک کر کے سینہ کوبی کرتے ہوئے مذہبی تنگ نظری کا درس دے کر فسادات کے بگل بجاتے بھی دیکھا ہے اور اپنے مریدوں کو ہر دوسرے فرقے کو کافر سمجھنے کی تلقین میں زہر چکانی کرتے بھی دیکھا ہے۔

غرض ہم نے بے شمار قسم کے مقررین کو دیکھا ہے جو اپنے نطق کی شعبدہ بازیوں کے بل پر اپنے اپنے زمانۂ عروج میں سٹیجوں کے شہنشاہ کہلاتے تھے۔ میلوں دور سے لوگ ان کی شعلہ ساماں تقریروں کو سننے کے علاوہ ان کی ایک جھلک دیکھنے اور ان کی دست بوسی کرنے کے لئے کھنچے چلے آتے تھے ہمیں قطعی اعتراف ہے کہ ان کی تقریروں میں بے پناہ اثر ہوتا تھا۔ ہمیں واقعی تسلیم ہے کہ ان کی جادو بیانیاں ہزاروں کے مجمعوں کو مسحور اور دم بخود کر دیتی تھیں۔

لیکن طلاقت لسانی کے بل پر اپنے ہزاروں پیروؤں کو تخریب کے سانچے میں ڈھال کر خون کی ہولیوں کے لئے میدان تیار کرنا تو انسانیت اور مذہب کی کوئی خدمت نہیں۔ اپنی لیڈری اور سجادہ نشینی کا خراج گشتوں کے پشتوں کی صورت میں وصول کرنا تو حقیقی مقصد حیات نہیں۔ اور خود پرستی و خود نمائی کے نشہ میں سرشار ہو کر سادہ لوح عوام کو اہرمنی راستوں پر گامزن کر دینا تو کوئی کارنامہ نہیں

انسانیت کی حقیقی خدمت تو یہ ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کے آسمانی نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے صراط مستقیم سے بھٹکنے ہوئے لوگوں کی رہنمائی اس شاہراہ کی طرف کی جائے جو سیدھی اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پہنچا دیتی ہے۔ جہاں انسان قَابَ قَوْسَيْنِ کی سی کیفیت میں اللہ تعالیٰ کی شفقت بھری گود میں پہنچ جاتا ہے اور جہاں انسان کے لئے ابدی اور دائمی سکون کا ساماں موجود ہوتا ہے۔

میرے آقا سیدنا محمود مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ انسانیت کی اسی حقیقی خدمت میں صرف کیا اور ایک کامیاب ترین روحانی رہنما کی حیثیت سے وہ اپنی ٹھنڈی میٹھی اور پُر اثر تقریروں کے ذریعہ سے ۵۲ سال تک لاکھوں انسانوں کے دلوں کی دھڑکن بنا رہا۔ اس نے شعلہ بیانی نہیں کی لیکن اس کے منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ اس نے سیف بیانی نہیں لی لیکن اس کے نطق سے گوہر آبدار ٹپکتے تھے۔ اس کا ہر ہر لفظ، اس کا ہر ہر جملہ اور اس کا ہر ہر فقرہ لاکھوں کے مجمعوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا تھا۔ سامعین کے سامنے سٹیج پر تو فی الواقع عناصر اربعہ کا مرکب ایک انسان ہی بول رہا ہوتا تھا لیکن بجذا یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے خدا خود زمین پر اتر آیا ہو۔ اور جب تقریر ختم ہوتی تھی تو لاکھوں قلوب ایک انقلاب روحانی کی پر کیف لذت سے آشنا ہو چکے ہوتے تھے۔ ایسا انقلاب جو ان کی آیندہ زندگیوں پر یوں اثر انداز ہوتا تھا کہ وہ زندگی کے بیشتر ہوئے سانسوں اللہ تعالیٰ کے دروازے پر یوں گر جاتے تھے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت، رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اعلان اور اسلام و احمدیت اور انسانیت کی خدمت کو ہی اپنا مطمح نظر بنا لیتے تھے۔

آج بھی وہ لاکھوں انسان زندہ موجود ہیں جنہوں نے جمعوں، جلسوں اور دوسری تقاریب و اجتماعات میں اس عظیم آسمانی ہستی کو ظاہری اور باطنی علوم کے رازہائے نہفتہ اور رموز و نکات ایک خوبصورت لہجے، ایک پُر اثر اسلوب اور ایک موثر حُسنِ ترتیب کے ساتھ بیان کرتے دیکھا اور سنا۔ پھر اس شان کے ساتھ کہ سات سات گھنٹوں کی مسلسل تقریر میں کبھی بھی رُکاؤ، کہیں بھی ٹھہراؤ اور کسی طرح کا جھول نہ ہوتا تھا۔ زبان کوثر و تسنیم میں دُھلی ہوئی، جملے ڈھلے ڈھلائے، فقرے ترشے ترشائے، لطیفے سجے سجائے، جا بجا قرآنی آیات اور ان کی نادر روزگار تفسیر قیمتی موتیوں کی طرح تقریر کے سنہری زیور میں جڑی ہوئی۔ اثر انگیزی ایسی کہ ہزاروں ہزار سامعین ہمہ تن گوش اور گوش بر آواز روحانیت کی لہروں میں گم۔ یوں جیسے ہر شخص تقریر کی اثر انگیزی سے پر پرواز حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی گود میں ایک معصوم بچے کی طرح مؤدب بیٹھا زبانِ حال سے یہ اعتراف کر رہا ہو کہ اے ہمارے رحیم و کریم خدا! تو نے بالکل سچ فرمایا تھا کہ

"وہ ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا"

یوں تو میرے پیارے آقا سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر ایک تقریر ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے لیکن وہ لاکھوں لوگ جنہوں نے "اسلام کا اقتصادی نظام" اور "اسلام میں اختلافات کا آغاز" ایسی تقریریں اپنے کانوں سے سنی ہیں وہ عینی شاہد ہیں اس امر کے کہ ہمارے پیارے آقاؓ نے کس روانی، کس برجستگی اور کس حسنِ ترتیب کے ساتھ تقریریں فرمائیں کہ احمدیت کے مخالفین بھی عش عش کر اُٹھے۔ اور جماعت کے وہ احباب جنہوں نے "ذکر الٰہی" اور "سیر روحانی" ایسی عظیم الشان تقریریں سنی ہیں وہ آج تک اپنے قلوب کی گہرائیوں میں ان کا اثر محسوس کرتے ہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باون سالہ سنہری دورِ خلافت میں اپنی جماعت کو روحانیت کے بلند مقام تک پہنچانے کے لئے اور اسلام کی خدمت و اشاعت کا جذبہ ان کے دلوں میں راسخ کرنے کے لئے جو ہزاروں ہزار خطبات دئے اور تقریریں فرمائیں انہیں اگر یکجائی طور پر شائع کیا جائے تو دنیا کی بڑی سے بڑی انسائیکلو پیڈیا سے بھی دس گنے زیادہ ضخیم ہوں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو اپنے خاص خزانوں سے ایسے علوم عطا فرمائے تھے کہ ایک ہی موضوع پر مختلف اوقات میں آپؓ نے جو تقریریں فرمائیں ان میں سے ہر نئی تقریر میں ایک نیا اور اچھوتا اسلوب اختیار فرمایا۔ قدرت نے بحد فیاضی سے کام لے کر حُسنِ بیان ایسا ودیعت فرمایا تھا کہ ہر ہر لفظ دلوں میں کھُبتا جاتا تھا۔ اور نہاں خانۂ دل کے دریچے کھلتے چلے جاتے تھے اور سامعین ایک سحر زدگی کے سے عالم میں دم بخود بیٹھے اپنی جھولیوں میں علوم روحانی کے شہ پارے بھرتے چلے جاتے تھے۔

مثال کے طور پر سیدنا محمودؓ نے اپنے دورِ خلافت میں عید الاضحیہ کے قریباً ۴۵ خطبات دئے۔ اب ظاہر ہے کہ موضوع ایک ہی ہے لیکن آپ ان میں سے کوئی سا خطبہ اٹھا کر پڑھ لیجئے ان میں سے ہر ایک کا انداز بیان مختلف ہے۔ اور ایسے ایسے دلنشین پیرایوں میں قربانی کے عظیم الشان مفہوم کو واضح فرمایا ہے کہ ایک مومن کا دل بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ کاش! میں ہی اسماعیلؑ ہوتا۔ اور ہر باپ کے دل میں یہ جذبہ انگڑائیاں لینے لگتا ہے کہ کاش میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم اُترے کہ اپنے عزیز ترین بیٹے کے گلے پر چھری چلا دو۔ اور میں بھی اس حکم کی تعمیل کر کے زندۂ جاوید بن سکوں

ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ تو جن کے مقدر میں بننا لکھا تھا وہ بن گئے اور رہتی دنیا تک اُن کے جذبۂ قربانی و ایثار سے خدائے واحد کے پرستار ندامت کا سبق حاصل کرتے رہیں گے۔ لیکن سیدنا مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہزاروں روحانیت سے لبریز خطبوں کے ذریعہ سے جن قلوب میں

حرارتِ ایمانی پیدا کی۔ ان میں ابراہیمیت اور اسماعیلیت کا پرتو یوں نظر آتا ہے کہ ایک چھوٹی، کمزور اور بے سروسامان جماعت، جس کے افراد کی ظاہری حیثیت کینجنگ بے مایہ سے زیادہ نہ تھی جب سیدنا محمودؓ نے ان کے دلوں کو گرمایا تو وہ شہبازوں سے پھڑ گئے اور اکنافِ عالم کو اپنے ہدفِ عمل بنا کر چند سالوں میں ساری دنیا میں احمدیت کی مضبوط بنیادیں قائم کر دیں

تحریک جدید —— ابراہیمیت اور اسماعیلیت کا ایک نہایت ایمان افروز عکس ہے۔ ایک روحانی باپ اپنی کمسن اور کمزور روحانی اولاد کو بتاتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے اسلام کے احیاء اور سربلندی کے تحریکِ جدید کی صورت میں ایک اسکیم میرے دل پر نازل فرمائی ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہاری پیاری سے پیاری ضروریات کے گلے پر چھری پھیر کر اعلائے کلمۃ اللہ کا سامان کروں

اور پھر یہ ایمان افروز نظارہ نظر آتا ہے کہ بغیر کسی تاخیر کے، بغیر کسی تذبذب کے، بغیر کسی تامل کے، کوئی مزید وضاحت چاہے بغیر جماعت کا ہر فرد سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے زبانِ حال سے یہ عرض کرتا ہے کہ

یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ

اگر ہم تحریکِ جدید کے اعداد و شمار کا جائزہ لیں تو عقل ورطۂ حیرت میں گم ہو جاتی ہے کہ کس طرح ایک غریب، کمزور اور قلیل التعداد جماعت نے اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی حقیقی اور پیاری ضروریات کو ذبح کر کے خدمتِ اسلام کی خاطر مالی اور جانی قربانیاں پیش کیں اور اپنے بچوں کے منہ سے نوالے چھین کر اپنے آقا کے قدموں میں لا ڈالے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسلاً بعد نسلٍ ان بے مثال قربانیوں کا سلسلہ جاری ہے اور آج ہم بڑے فخر کے ساتھ یہ کہنے کے قابل ہوئے ہیں کہ

احمدیت پہ سورج غروب نہیں ہوتا

آخر وہ کیا چیز تھی جس نے ایک قلیل اور کمزور جماعت کے دلوں میں اس قدر عظیم الشان قربانی کا جذبہ یوں ابھر دیا کہ نسلاً بعد نسلٍ وہ جذبہ ہماری اگلی پود میں منتقل ہوتا چلا جا رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ وہ میرے آقا کی پُر زور اور پُر تاثیر خطابت تھی اور خطابت میں جادو اثری کا سبب یہ تھا کہ خدا کا سایہ اس کے سر پر تھا۔ ظاہری اور باطنی علوم کے بے بہا خزانے اپنے سینۂ صافی میں محفوظ کئے، محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی سربلندی کا عزمِ راسخ اپنے دل میں لئے، جب وہ بارادۂ خطابت اسٹیج پر تشریف لا کر لب کشا ہوتا تھا تو ہزاروں سامعین کے دلوں میں سوئے ہوئے جذبات انگڑائیاں لے لے کر اٹھنا شروع ہو جاتے تھے۔ قربانی کی خواہشیں مچل مچل جاتی تھیں اور اپنی جان سے عزیز ضرورتوں کے لئے جیبوں میں رکھے ہوئے روپے خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر صرف ہونے کے لئے بیتاب ہو ہو جاتے تھے

اور پھر یوں ایک غریب جماعت کی چھوٹی چھوٹی قربانیاں جب جمع ہوتی تھیں تو ننھی اور بے مایہ بوندوں کے اجتماع کی طرح سیلاب کی صورت اختیار کر لیتی تھیں اور پھر وہ سیلاب اقطاعِ عالم کی طرف جحود و انکار کے نشانات کو مٹاتا ہوا بڑھتا تھا۔ اور یوں احمدیت کے جھنڈے افریقہ یورپ اور انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں نصب ہوتے چلے جاتے تھے۔ ہو رہے ہیں اور ہوتے چلے جائیں گے تا آنکہ ساری دنیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ جائے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ اٹل قانون ہے کہ ہر ذی روح بالآخر ایک دن پیامِ مرگ کا خیر مقدم کرتا ہے اور ہر ایک ہستی انجام کار اپنے مرکبِ ہستی کی عنان کو چھوڑ دینے کے لئے مجبور و پابند ہے۔ میرا محبوب و محسن آقا بھی اس اٹل قانون پر لبیک کہہ کر اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو ہر مخلص احمدی کے دل سے یہ آواز نکلی کہ

خاموش ہو گیا ہے چمن بولتا ہوا

لیکن اللہ تعالیٰ نے جو رحیم و کریم ہے پھر ہمارے زخمی دلوں کے لئے مرہم کا سامان پیدا فرمایا ہے اور ہمارے موعود آقا کے موعود فرزند نے چمنستانِ احمدیت کی خاموشی کو توڑ دیا ہے۔ وہ اپنے عظیم باپ کی لَے میں چہچہا رہا ہے۔ چمن میں پھر طائرانِ خوش نوا کی چہکار ہے۔ چراغ سے چراغ جلتا چلا جا رہا ہے اور احمدیت کا قافلہ بعزمِ استوار اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں جانے والے پر اور اس کی بے شمار تائیدیں اور نصرتیں ہوں آنے والے ہمارے محبوب امام کے ساتھ۔

آمین

احمدیوں کیلئے دعائیہ اشعار

(المسیح المؤعودؑ)

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے ✤ حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے
توحید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے ✤ ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے
بڑھ جائے ایسی نیکی کی عادت خدا کرے ✤ سرزد نہ ہو کوئی بھی شرارت خدا کرے
حاکم رہے دلوں پہ شریعت خدا کرے ✤ حاصل ہو مصطفےٰ کی رفاقت خدا کرے
مٹ جائے دل سے زنگِ رذالت خدا کرے ✤ آجائے پھر سے دورِ شرافت خدا کرے
مل جائیں تم کو زہد و امانت خدا کرے ✤ مشہور ہو تمہاری دیانت خدا کرے
بڑھتی رہے ہمیشہ ہی طاقت خدا کرے ✤ جسموں کو چھو نہ جائے نقاہت خدا کرے
مل جائے تم کو دین کی دولت خدا کرے ✤ چمکے فلک پہ تارۂ قسمت خدا کرے
ٹل جائے جو کبھی آئے مصیبت خدا کرے ✤ پہنچے نہ تم کو کوئی اذیت خدا کرے
منظور ہو تمہاری اطاعت خدا کرے ✤ مقبول ہو تمہاری عبادت خدا کرے
سن لے ندائے حق کو یہ اُمت خدا کرے ✤ پکڑے بزور دامنِ رحمت خدا کرے
چھوٹے کبھی نہ جامِ سعادت خدا کرے ✤ ٹوٹے کبھی نہ پائے صداقت خدا کرے
راضی رہو خدا کی قضا پر ہمیش تم! ✤ لب پر نہ آئے حرفِ شکایت خدا کرے
احسان و لطف عام رہے سب جہان پر ✤ کرتے رہو ہر اک سے مروت خدا کرے
گہوارۂ علوم تمہارے بنیں قلوب ✤ پھٹکے نہ پاس تک بھی جہالت خدا کرے
بد ہوں سے پہلو اپنا بچاتے رہو مدام ✤ تقویٰ کی راہ میں ہو ملے بعجلت خدا کرے
سننے لگے وہ بات تمہاری بذوق شوق ✤ دنیا کے دل سے دور ہو نفرت خدا کرے
اخلاص کا درخت بڑھے آسمان تک ✤ بڑھتی رہے تمہاری ارادت خدا کرے
پھیلاؤ سب جہان میں قولِ رسولؐ کو ✤ حاصل ہو شرق و غرب میں سطوت خدا کرے
پایاب ہو تمہارے لئے بحرِ معرفت ✤ کھل جائے تم پہ رازِ حقیقت خدا کرے
اٹھتا رہے ترقی کی جانب قدم ہمیش ✤ ٹوٹے کبھی تمہاری نہ ہمت خدا کرے
تبلیغ دین و نشر و ہدایت کے کام پر ✤ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے
سایہ فگن رہے وہ تمہارے وجود پر ✤ شامل رہے خدا کی عنایت خدا کرے
زندہ رہیں علوم تمہارے جہان میں ✤ پائندہ ہو تمہاری لیاقت خدا کرے
سو سو حجاب میں بھی نظر آئے اس کی شان ✤ تم کو عطا ہو ایسی بصیرت خدا کرے
ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ ✤ ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے
قرآنِ پاک ہاتھ میں ہو دل میں نور ہو ✤ مل جائے مومنوں کی فراست خدا کرے
دجال کے بچھائے ہوئے جال توڑ دو ✤ حاصل ہو تم کو ایسی ذہانت خدا کرے
پرواز ہو تمہاری نہ افلاک سے بلند ✤ پیدا ہو بازوؤں میں وہ قوت خدا کرے
بطحا کی وادیوں سے جو نکلا تھا آفتاب ✤ بڑھتا رہے وہ نورِ نبوت خدا کرے
قائم ہو پھر سے حکمِ محمد جہان میں ✤ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے
تم ہو خدا کے ساتھ خدا ہو تمہارے ساتھ ✤ ہوں تم سے ایسے وقت میں رخصت خدا کرے
اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ ✤ ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

جماعتہائے احمدیہ کیرالہ و مدراس کی اطلاع کیلئے

جماعت ہائے احمدیہ کیرالہ و مدراس کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل (مبلغ مدراس) بطور انسپکٹر بیت المال ان دونوں صوبوں کا دورہ مارچ کے پہلے ہفتہ میں شروع کریں گے اور ہر جماعت کو اپنے پروگرام کی اطلاع وہ خود دیں گے۔ سیکرٹریانِ مال اور دوسرے عہدیداران سے درخواست ہے کہ ان کے ساتھ تعاون فرماویں

ناظر بیت المال آمد قادیان

دُعا کے نتیجہ میں تین عظیم الشان نشان

(از مکرم مولوی سید محمد موسیٰ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ سونگھڑہ (اڑیسہ))

(۱)

نشان اوّل حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا وہ عظیم الشان نشان ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کے نتیجہ میں پردۂ عالم پر ظاہر ہوا جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو خدائی ارشاد کے ماتحت بے آب وگیاہ وادی سنسان لق ودق ریگستان میں چھوڑ رہے تھے۔ جہاں نہ ہی غذا کے لئے کوئی سامان تھا اور نہ کوئی ساتھی غیر ذی زرع وادی میں اپنے معصوم بچے کو چھوڑتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دُعا کی تھی کہ

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

(بقرہ ع ۱۵)

یعنی اے ہمارے رب! تو ان لوگوں میں اپنا ایک رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات پڑھ پڑھ کر سنائے انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور اُن کا تزکیہ نفس کرے یقیناً تو بڑا غالب اور حکمت والا خدا ہے۔

بارگاہِ الٰہی میں یہ درد بھری دُعا قبول ہوئی جس کا ذکر اسی آیت شریفہ کے اٹھارویں رکوع میں اس طرح لکھا ہوا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝

(بقرہ ع ۱۸)

یعنی اسی طرح ہم نے تمہارے اندر وہ رسول بھیج دیا ہے جس کی آمد کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی اور آگے وہی باتیں بیان کی گئیں ہیں جو دُعائے ابراہیمی میں بیان ہوئی ہیں یعنی وہ رحمۃ للعالمین سردار اوّلین وآخرین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو تم پر ہماری آیات پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں تمہارے دلوں کو پاک کرتے ہیں اور تمہیں کتاب وحکمت کی باتیں سکھاتے ہیں۔

لہٰذا دعائے ابراہیمی کے عظیم الشان نشان ہمارے آقا ومطاع سید ولد آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

(۲)

دوسرا نشان حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا نشان ہے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت اور اس فرزند جلیل کے لئے کیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آخری زمانہ کی فتنہ انگیز خبریں اللہ تعالےٰ سے پاکر ان کے دفع کے لئے اللہ تعالےٰ سے بہت دعائیں کیں اور پھر خدائی بشارت کے مطابق فرمایا کہ جب کہ میری اُمت منتشر ہو جائے گی اور اس کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ تو اس کی اصلاح کے لئے میرا مہدی ظاہر ہوگا جس کی صداقت کے لئے دو عظیم الشان نشان ہوں گے چنانچہ ان نشانوں کا آپ یوں ذکر کرتے ہیں۔

إِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ (دار قطنی)

یعنی ہمارے مہدی کی صداقت کے دو نشان ہیں۔ وہ یہ صداقت کے نشان جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے کبھی کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے مگر ہمارے مہدی کے لئے ظاہر ہوں گے رمضان میں چاند کو (چاند گرہن کی راتوں میں سے) پہلی رات گرہن اور سورج کو (سورج گرہن کے دنوں میں) درمیانی دن کو گرہن لگے گا نیز آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب امام مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہوں تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کے پاس گھٹنوں کے بل چل کر بھی جانا پڑے تو جائیں اور یہ بھی فرمایا کہ میرا سلام ان کو پہنچائیں۔ سلام کے معنی سلامتی کے دُعا کے بھی ہوتے ہیں گویا سلام پہنچانے سے مراد یہ ہے کہ میرے مہدی کو یہ بھی کہہ دینا کہ آپ کے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی کامیابی کے لئے دُعائیں کرتے گئے ہیں۔ اسلئے کسی قسم کا خوف نہ کرنا اور تسلی کے ساتھ اپنا کام کرتے جانا سوان دعاؤں اور پیشگوئیوں کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کا ثمرہ اور نشان عظیم ہیں جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں :-

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

لہٰذا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں اور پیشگوئیوں کے ماتحت ٹھیک ایسے وقت میں آپ پیدا ہوئے جب اُمتِ محمدیہ کو امام مہدی کی واقعی ضرورت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے از سرِ نو اسلام کو زندہ کر کے وہ عظیم الشان کارنامے کر دکھائے جو رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل کے لئے مقدر تھے

(۳)

تیسرا آسمانی نشان وہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کے لئے مصلح موعودؓ کے ظہور کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس نشان کے گواہ موجودہ دُنیا کے کثیر افراد ہیں۔ ۱۸۸۶ء کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دُنیا سے الگ ہو کر ہوشیارپور کی سرزمین میں پہنچے اور وہاں ایک الگ تھلگ مکان میں خلوت نشینی اختیار کر لی اور متواتر چالیس دن تک اسلام کے روحانی غلبہ اور سربلندی کے لئے الحاح وزاری کے ساتھ دعائیں کرتے رہے۔ جس غیر معمولی درد وکرب کے ساتھ حضور نے دعائیں فرمائیں اس کا کسی قدر اندازہ ان اشعار سے ہوسکتا ہے۔ جن میں حضور فرماتے ہیں ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار وبیکس ہمچو زین العابدین
اے خداوندِ من احمد فرجان ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملت قلتِ انصارِ دین

الغرض حضور کی یہ درد بھری دعائیں عرش الٰہی کو پہنچیں اور درجہ قبولیت پاکر بارگاہِ الٰہی سے بشارت کے رنگ میں آپ کو عظیم الشان نشانِ آسمانی سے نوازا گیا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے بذریعہ الہام مخاطب کر کے فرمایا :-

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے بابرکت کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح وظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے"

آگے چل کر اللہ تعالےٰ اس نشانِ رحمت کی تشریح یوں بیان فرماتا ہے۔

"تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے اور تیری ہی ذریت ونسل سے ہوگا"

پھر اس فرزند کے اوصاف اور کارنامے بیان کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

"ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا"

(اشتہار ۲۰ / فروری ۱۸۸۶ء)

ان الہامات کے آخر میں اس نشان کی عظمت بیان کر کے دُنیا کو چیلنج دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

اے منکرو اور حق کے مخالفو اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا ہے تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو ہرگز پیش نہ کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو جو کہ نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔

(اشتہار ۲۲ / فروری ۱۸۸۶ء)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس عظیم الشان نشان آسمانی اور منفردانہ جلوہ نُما کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہٗ نے ہمارے نبی کریم اور رؤف رحیم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی صداقت اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل اور اتم ہے۔"

(اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء)

سچ ہے کہ ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

لہٰذا ان تمام الہامات، بشارات اور تحریرات کے مطابق یہ مبارک و بابرکت فرزند دلبند گرامی ارجمند حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کے وجود مسعود میں مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو جلوہ گر ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مہتم بالشان پیشگوئی کے بتمام و کمال پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"پھر جبکہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہونچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو تب خدا کے فضل اور رحم سے ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ر جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہو گیا اور اس کے پیدا ہونے کی خبر میں نے اس اشتہار میں دے دی ہے جس کا عنوان "تکمیل تبلیغ" موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کے دس شرائط مندرج ہیں اور اس کے صفحہ ۴ پر یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ ز راہِ دور آمدہ

(تریاق القلوب ص۴۲)

بہرحال یہ اولوالعزم فرزند پیشگوئی کے مطابق خدا کے سایہ میں جوان ہوا اور جلد جلد بڑھا وہ خارقِ عادت طور پر ظاہری و باطنی علوم سے پُر کیا گیا اور ۱۹۱۴ء میں تختِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی دُنیا میں ایک عجیب روحانی انقلاب پیدا کر گیا قرآن کے احکام اور اسلام کے پیغام کو دُنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا گیا۔

آپ نے ۱۹۴۴ء میں الہام الٰہی کی بناء پر مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ فرمایا۔ آپ کی انتہائی تقریر بھی آپ کی تحریریں بھی آپ کے خطبات آپ کے عظیم کارنامے اور آپ کی تفسیر لہ اس پیشگوئی کی زندہ گواہ ہیں جو رہتی دُنیا تک اس کی یادگار رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں ہوں اس بابرکت وجود پر جو اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سے خبر پا کر ہم کو یہ تسلی بھی دی گیا کہ

"خدا نے مجھے بھی خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا عطا کروں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔"

سو اس پیشگوئی کے مطابق ناصر دین اور حافظ قرآن حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ الودود بنصرہ العزیز زندہ اور تابندہ نشان اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم میں موجود ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ان دِنوں جبکہ الٰہی نوشتوں کے مطابق دُنیا ایک عظیم انقلاب کے موڑ پر کھڑی ہے۔ اسلام کی احیاء کا آخری دور نمایاں طور پر ظاہر ہونے والا ہے۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ الودود کو بتایا ہے اور اس کی حکمت کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ اگرچہ ابھی تک بہتوں کی نظر میں یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ اب عجائب در عجائب کام کے منصۂ شہود پر آنے کا وقت آ گیا ہے۔

پس اے احمدی بھائیو! اور اے احمدی نوجوانو! کمر ہمت کس لو! قربانیوں کے لئے تیار ہو جاؤ اور اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جمع ہو جاؤ۔ کیونکہ دنیا میں خدا کی توحید کو قائم کرنا اور اُس کی توحید کا ڈنکا بجانا آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام اپنی پوری شان کے ساتھ ظاہر ہونے والا ہے کہ

اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً۔

خدا کے فرشتے بھی آواز دے رہے ہیں وہ تمہاری حرکت کے منتظر ہیں کہ ادھر تم میں حرکت پیدا ہو اور اُدھر فرشتوں کی تائید و نصرت تمہیں اپنے مقصد و مطلب سے قریب تر کر دے۔

اب ہماری جماعت کی تاریخ میں جو روحانی انقلاب پیدا ہونے والا ہے وہ ایسے ہی لوگوں کے ذریعہ ہوگا جو دُنیا کی نظر میں انتہائی کمزور، غریب، بے مایہ، بے کس، بے بس ہیں اور حقیر و ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے ہم اس روحانی انقلاب کے پیدا کرنے کے لئے جس قدر بھی قربانیاں کریں وہ کم ہیں بہرحال جو کچھ ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان ہی سے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کے فضل و احسان کو جذب کرتے ہوئے اس کی رضا کو پالیں۔

آمین اللّٰھم آمین۔

ذریت مبشرہ اور مقام محمود رضی اللہ عنہ

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۴)

فرزند موعود سیدنا محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کو اپنے حسد و بغض اور تعصب کی وجہ سے غلط عقائد کا پابند سمجھتے ہیں ان کی تحریرات میں کتربیونت کر کے غلط تاثر دیتے اور طرح طرح کے جھوٹے الزامات لگا کر انہیں بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ وہ ذرا سوچیں کہ کیا وہ اپنے اس غلط طریق کار سے اللہ تعالیٰ کی بشارتوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو تو نہیں جھٹلا رہے؟ وہ ایک صداقت کا انکار کر کے گویا صداقت پر اعتراض کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام اولاد خدا تعالیٰ کی بشارتوں کے ماتحت پیدا ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس اولاد کو اپنے خاص فضلوں کا وارث بنانا تھا اور دُنیا میں اُن کے ذریعے نور اور ہدایت کو قائم کرنا تھا۔ چنانچہ ذریت طیبہ کے ہر فرد کو اپنے دائرہ میں خدمت دین کا موقعہ ملا۔ اور یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب سیدنا محمود رضی اللہ عنہ کو تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے نصف صدی سے زائد خدمت اسلام اور اشاعت دین متین کی توفیق عطا فرمائی جس کے نتیجہ میں اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کا پرچم لہرا دیا ہے گیا ہے اور گورے لوگوں میں اسلام ترقی پذیر ہے۔ جماعت کو ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ باوجود اندرونی اور بیرونی فتنوں اور مخالفتوں کے آپ کا اپنے مقاصد عالیہ میں کامیاب و کامران ہونا آپ کے مؤید من اللہ ہونے کی روشن دلیل ہے۔ ان واضح حقائق کی موجودگی میں اگر کوئی شخص سیدنا حضرت محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اور ذریت مبشرہ کے دوسرے بزرگان کے بارہ میں اپنے خبث باطن کی وجہ سے زبانِ طعن دراز کرتا ہے، تو اُسے ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں صرف یہی کہیں گے۔ بس ؎

طعنہ بر پاکاں نہ بر پاکاں بود
خود کنی ثابت کہ ہستی ناصرے

آغاز جوانی کا ایک عہد اور اس کی تجدید

از حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر آپؑ کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ عرض کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کو گواہ رکھتے یہ قسم کھائی تھی کہ اگر جماعت اس ابتلاء کی وجہ سے فتنہ میں پڑ جائے تب بھی میں اس صداقت کو نہیں چھوڑوں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے اور اس وقت تک تبلیغ جاری رکھوں گا جب تک وہ صداقت دنیا میں قائم نہیں ہو جاتی ...... وہ وقت میری جوانی کا تھا اور یہ وقت بڑھاپے کا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے کام کرنے کیلئے جوانی اور بڑھاپے میں کوئی فرق نہیں ہوتا ...... میں اب عمر کے لحاظ سے ساٹھ سال کے قریب ہوں اور ابتلاؤں اور مشکلات نے میری ہڈیوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ پھر بھی میرے حیّ و قیوم خدا سے بعید نہیں امید کرتا ہوں کہ وہ اب اپنے فضل و کرم سے میرے مرنے سے پہلے مجھے اسلام کی فتح کا دن دکھا دے۔

(خطبہ جمعہ ۹/۷/۴۴ء بمقام لاہور)

بشکریہ

ماہ مارچ کے اس خصوصی شمارہ کی تیاری میں جامعہ احمدیہ ربوہ کے سہ ماہی رسالہ مجلۃ الجامعہ "مصلح موعود نمبر" سے بھی مدد لی گئی ہے جس کے لئے ہم اُس کے مشکور ہیں۔

(ادارہ)

منظوری ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے نئے سال ۱۳۵۰ ہش (۱۹۷۱ء) کے لئے مندرجہ ذیل ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان نامزد فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کام کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔

(۱) حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل — ناظر اعلیٰ و صدر مجلس۔
(۲) 〃 صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب — ایڈیشنل ناظر اعلیٰ و ناظر امور عامہ و ناظر دعوۃ و تبلیغ۔
(۳) مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔ اے۔ — ناظر جائداد
(۴) 〃 قریشی عطاء الرحمٰن صاحب — ناظر بیت المال (خرچ)
(۵) 〃 منظور احمد صاحب سوز ایم۔ اے۔ — ناظر تعلیم۔
(۶) 〃 چوہدری فیض احمد صاحب۔ — قائم مقام ناظر بیت المال (آمد)
(۷) 〃 مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی — ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان
(۸) 〃 سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ 〃 〃 〃 〃
(۹) 〃 سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد و چنتہ کنٹہ 〃 〃 〃 〃
(۱۰) 〃 سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ۔ رانچی (بہار) 〃 〃 〃 〃
(۱۱) 〃 جناب صدیق امیر علی صاحب۔ موگرال۔ (کیرالہ) 〃 〃 〃 〃
(۱۲) 〃 سید وزارت حسین صاحب اورینوی صحابی (بہار) 〃 〃 〃 〃

ناظر اعلیٰ قادیان

اداریہ بقیہ صفحہ (۲)

زرین کارناموں کو عالمِ تصور میں لاتے ہوئے خود حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا یہ مصرعہ دل کی گہرائیوں سے بے ساختہ زبان پر آجاتا ہے ؎

رحلت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

——— (آنور)

درخواست ہائے دُعا

(۱) مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب سیکرٹری عالیہ ریڈی ایبٹ سکول شاہ علی بنڈہ حیدرآباد نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر شہ نشین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشتی مقبرہ قادیان کی تکمیل کے لئے ڈھائی ہزار روپے دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے پہلی قسط مبلغ ایک ہزار روپے ادا فرمادی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ نیز بقیہ رقم جلد ادا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ احباب مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف اور ان کے اہل وعیال کی صحت و سلامتی۔ کاروبار اور رزق میں ترقی اور خدمتِ دین کی توفیق پاتے رہنے کے لئے دعا فرماویں اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو آمین۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان۔

(۲) خاکسار کے بھائی کو اللہ تعالیٰ نے دو لڑکیوں کے بعد ۳۱ر صلح ۱۳۵۰ ہش کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ تمام بزرگان اور احباب جماعت سے عزیز نومولود کی صحت و سلامتی اور درازی عمر نیز خادم دین ہونے کے لئے اسی طرح زچہ کی صحت و سلامتی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: عنایت اللہ متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان۔

(۳) خاکسار گو احمدی نہیں تاہم جماعتِ احمدیہ کے لٹریچر کا گہری دلچسپی سے مطالعہ کررہا ہے بعض ناساعد حالات کی بناء پر کچھ عرصہ سے فکر و پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ جملہ پریشانیوں سے نجات اور قبولِ حق کی توفیق پانے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ، بزرگان اور احبابِ جماعت احمدیہ کی خدمت میں خصوصی دعاؤں کا محتاج ہے۔

خاکسار: نعیم الدین آرٹسٹ
محبوب نگر۔ آندھرا پردیش

آپ کا چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریدارانِ اخبار بدر کا چندہ ماہ امان ۱۳۵۰ ہش (ماہ مارچ ۱۹۷۱ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ دس روپے بھجوا کر ممنون فرمادیں۔ تاکہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر ان کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کردی جائے گی۔ امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیشِ نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کرکے ممنون فرمائیں گے۔ ان احباب کو بذریعہ چٹھی بھی اطلاع دی جارہی ہے۔

مینجر اخبار بدر قادیان

نمبر خریداری	اسماء خریداران	نمبر خریداری	اسماء خریداران
۱۰۱۸	مکرم ایم کمال الدین صاحب	۱۴۹۶	مکرم رئیس احمد صاحب۔
۱۰۵۱	〃 ایم۔ احمد صاحب۔	۱۴۹۷	〃 شاقب احمد صاحب صدیقی ایم۔ اے
۱۰۷۷	〃 سید گل محمد شاہ صاحب	۱۶۱۲	〃 سید بشیر احمد صاحب
۱۰۹۶	〃 ایس۔ اے رضی اللہ صاحب	۱۶۲۲	〃 انوار محمد صاحب۔
۱۱۲۵	میسرز منیر اینڈ کو۔	۱۶۲۱	〃 سید مشتاق احمد صاحب
۱۱۸۷	〃 ڈی کے پنڈاری صاحب	۱۶۳۹	〃 نصیر احمد صاحب
۱۱۸۸	〃 علاء الدین صاحب۔	۱۶۵۰	〃 نذیر احمد صاحب۔
۱۱۹۸	〃 ولی محمد صاحب۔	۱۷۳۰	مکرمہ شکور النساء بیگم صاحبہ
۱۲۲۵	〃 جی۔ ایم۔ لطف اللہ صاحب۔	۱۷۵۹	مکرم مولانا عبدالحنان صاحب۔
۱۲۲۶	〃 شیخ محمد لطیف صاحب معرفت شیخ محمد ابراہیم صاحب	۱۷۶۱	〃 فاروق احمد صاحب۔
۱۲۵۴	〃 احمد عبدالرشید صاحب۔	۱۷۶۳	〃 رفیق احمد صاحب۔
۱۴۲۲	〃 اے۔ سلام صاحب۔	۱۷۶۴	〃 علی احمد صاحب۔
۱۴۳۶	〃 سید محمود احمد صاحب	۱۷۶۶	میسرز آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن۔
۱۴۸۰	〃 مبارک احمد اینڈ برادرز	۱۷۷۱	〃 غلام نبی صاحب پڈر
۱۴۹۱	〃 انیس الرحمٰن صاحب۔	۱۷۷۲	〃 حامد علی صاحب۔
۱۴۹۲	〃 مظفر احمد صاحب۔	۱۷۷۶	〃 ایچ سعید احمد صاحب۔

اعلانِ نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کے لڑکے عزیزم سلطان احمد صاحب ظفر فاضل کا نکاح عزیزہ امۃ البشارت بنت مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے ساتھ بعوض ڈیڑھ ہزار روپے حق مہر مسجد مبارک ربوہ میں مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۷۰ء کو پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب اور مثمر ثمراتِ حسنہ کا باعث بنائے آمین۔

خاکسار: فضل الرحمٰن درویش قادیان۔

REGD. No. P. 67 PHONE NO. 35

The Weekly Badr Qadian

MUSLEH MAUD NUMBER

اپنے آپ کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھو

اور

خلافت کے قیام کیلئے قربانیاں کرتے چلے جاؤ

تبرکات حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"خدا تعالیٰ نے پھر اپنے فضل سے مسلمانوں کو دوبارہ زندہ کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں خلافت قائم کی ہے اسلئے میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھو اور خلافت کے قیام کیلئے قربانیاں کرتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کروگے تو خلافت تم میں ہمیشہ قائم رہیگی۔ خلافت تمہارے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے دی ہی اسلئے ہے کہ تا وہ کہہ سکے کہ میں نے اسے تمہارے ہاتھ میں دیا تھا۔ اگر تم چاہتے تو یہ چیز تم میں قائم رہتی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے الہامی طور پر بھی قائم کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اس نے یہ کہا اگر تم خلافت کو قائم رکھنا چاہو گے تو میں بھی اسے قائم رکھوں گا۔ گویا اس نے تمہارے منہ سے کہلوانا ہے کہ تم خلافت چاہتے ہو یا نہیں چاہتے۔ یا خلافت کے انتخاب میں اہلیت مدنظر نہ رکھو تو تم اس نعمت کو کھو بیٹھو گے۔ پس مسلمانوں کی تباہی کے اسباب پر غور کرو اور اپنے آپ کو موت کا شکار ہونے سے بچاؤ۔ تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہئیں اور تمہارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں۔ تم وہ چٹان نہ بنو جو دریا کے رخ کو پھیر دیتی ہے۔ بلکہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم وہ چینل (CHANNEL) بن جاؤ جو پانی کو آسانی سے گزارتی ہے۔ تم ایک ٹنل ہو جس کا کام یہ ہے کہ وہ فیضانِ الٰہی جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا اسے آگے چلاتا چلا جائے۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے جو کبھی نہیں مرے گی۔ اور اگر تم اس فیضانِ الٰہی کے راستہ میں روک بن گئے۔ اس کے راستے میں پتھر بن کر کھڑے ہو گئے تو وہ تمہاری قوم کی تباہی کا وقت ہوگا۔ پھر تمہاری عمر کبھی لمبی نہیں ہوگی۔ اور تم اس طرح مر جاؤ گے جس طرح پہلی قومیں مریں۔"

(تفسیر کبیر جلد ۵ حصہ ۳ صفحہ 119، ۱۲۰)